طالب دعا زوہیب حسن عطاری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَحۡمَۃً لِّلۡعَالَمِیۡنَ ﷺ

تہتر فرقے

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی نوراللہ مرقدہٗ

نوٹ: اگراس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تاکہ اُس غلطی کو صحیح کرلیا جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم
نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

عوام بلکہ بہت سے پڑھے لکھے سمجھتے ہیں کہ یہ مذہبی اختلافات اسی صدی یا اس سے قبل چند سالوں کی پیداوار ہیں یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیوں پہلے خبر دی: عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، أَنَّهُ قَامَ فِينَا فَقَالَ أَلَا إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِينَا فَقَالَ أَلَا إِنَّ مَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ افْتَرَقُوا عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَإِنَّ هَذِهِ الْمِلَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ ثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ، وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ، وَهِيَ الْجَمَاعَةُ

(سنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب شرح السنة، جلد٤، صفحه ١٩٨، حدیث٤٥٩٧)

یعنی حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا خبردار ہو جاؤ کہ تم سے پہلے اہل کتاب بہتر 72 فرقوں میں بٹ گئے تھے اور عنقریب یہ امت تہتر 73 فرقوں میں بٹ جائے گی ۔ بہتر فرقے تو جہنم میں جائیں گے اور ایک ہی فرقہ جنت میں جائے گا وہی سب سے بڑی جماعت ہے۔

یہ فرمانِ عالیشان ایک معجزہ ہے جسے علمِ غیب سے تعلق ہے اور وہ معجزہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ظہور پذیر ہوا اور ہر زمانے میں اس کی تصدیق ہوتی رہے گی۔ فقیر نے اس رسالہ میں انہی تہتر فرقوں کی نشاندہی کی ہے۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ہی فرمایا کہ بہتر جہنم میں جائیں گے اور ایک جنت میں۔ بہتر فرقے اُصولی طور پر ہوئے آگے چل کر ان کی شاخیں پھیلیں اور آخر میں دجال سے ملیں گے۔ ایک فرقہ جسے جنت کی نوید سنائی گئی وہ اہل سنت و جماعت ہے جس کے متعلق فقیر نے تفصیل سے ایک رسالہ لکھا ہے "اسلام کا ترجمان سنی مسلمان"
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث کے مطابق تہتر فرقوں کا وجود عالم دنیا میں ہونا ضروری ہے اور یہ تفرقہ بعد وصال حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑا اور وہ منافق جو کہ ظاہر میں خوفِ جہاد اور قتل سے ایمان لائے تھے بعد وصال کھل کر اور گروہ کے گروہ الگ الگ ہو کر مشورہ کرنے لگے اور طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مُنْحَرِف (گمراہ) ہو کر دین کے مسائل حل کرنے میں عقلیں دوڑانے لگے جیسے عبداللہ بن سبا وغیرہ لیکن اصحابِ کرام نے جو خلیفہ ہوئے

تھے ان کی ایک نہ چلنے دی اور دین کی خوب قوت رہی اور مذاہب اربعہ اہل سنت نے بھی خوب کوشش کی اور قیامت تک ان کی گوشمالی (احترام) کوموجود رکھا اور موجود رہیں گے۔ انشاء اللّٰہ

﴿دورِ سابقہ کے فرقے اور ان کا اجمالی تعارف﴾

قدریہ ﴾اس کے متعلق صحاح ستہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نشاندہی کی تصریح ملتی ہے جب ان کا ظہور ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کی خوب تردید فرمائی یہاں تک کہ ان کے ساتھ علیک سلیک ختم اور ان کے سلام کا جواب تک نہ دیتے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ مسلم شریف میں موجود ہے۔

خارجیہ ﴾اس گروہ کے متعلق بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے خبر دی تھی بلکہ بہت سخت الفاظ سے انہیں یاد فرمایا: اَلْخَوَارِجُ کِلَابُ النَّارِ یعنی خارجی جہنم کے کتے ہیں۔

(سنن ابن ماجه، المقدمة، باب في ذكر الخوارج، جلد١، صفحه ٢٠٤، حديث ١٦٩)

(مصنف ابن ابی شيبة، كتاب الجمل، باب ما ذكر في الخوارج، جلد١٥، صفحه ٣٠٤، حديث ٣٩٠٣٩)

یہ فرقہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ظاہر ہوا اور حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ خوب نبرد آزما رہا اور دین واسلام کے عشق ومحبت میں ایسے سرشار کہ وہ صرف اپنے آپ کو دین کا ٹھیکیدار سمجھتے تھے اور دوسروں کو گمراہ کہتے تھے یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے والا انہی کا ایک فرد تھا جو قرآن کا قاری اور بہت بڑا عابد وزاہد تھا۔ تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ''تبلیغی جماعت کے کارنامے'' اس فرقہ کے مختلف گروپوں کا نقشہ یہ ہے

﴿خارجیت ، معتزلہ ، ابن تیمیہ ،نجدیت یا وھابیت و مرزائیت﴾

(۱) مودودی (جماعت اسلامی)	(۲) خاکساری	(۳) جمعیت العلماء ہند
(۴) غلام خانی	(۵) احرار پارٹی	(۶) نیچری
(۷) تبلیغی جماعت	(۸) مجلس تحفظ ختم نبوت	(۹) پرویزی
(۱۰) تنظیم اہل سنت	(۱۱) چکڑالوی	(۱۲) دیوبندی وہابی
(۱۳) پنج پیری ملا کا ھڑ	(۱۴) غیر مقلد وہابی	(۱۵) ندوی
(۱۶) اتحاد العلماء	(۱۷) انجمن سپاہ صحابہ	(۱۸) لشکر طیبہ
(۱۹) جیش محمد وغیرہ وغیرہ		

وھــابیــہ ﴿ یہ فرقہ خارجیہ فرقہ کی شاخ ہے جس کے اصول وضوابط خوارج کے تھے اس فرقہ نے ابن تیمیہ کی تعلیم وتربیت کو اپنایا۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے ابن تیمیہ کی تعلیم وتربیت کو خوب پروان چڑھایا۔
ہمارے ملک میں مولوی اسماعیل دہلوی نے اس کی ترجمانی اور اشاعت میں خوب کام کیا۔ یہ فرقہ ہمارے دور ۱۴۰۲ھ میں دیوبندیت کے رنگ میں مختلف ٹولیوں میں منقسم (تقسیم) ہوکر اسلام کا نام لے کر اسلام کے خلاف ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے۔ تفصیل فقیر نے ''ابلیس تا دیوبند'' نامی کتاب میں لکھ دی ہے۔

خوارج و روافض ﴿ روافض کے خود اپنے بے شمار فرقے ہیں ان کی تفصیل فقیر نے ''فرقے ہی فرقے'' تصنیف میں لکھی ہے یہاں صرف خوارج کے بارے میں عرض کرنا ہے اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرقہ کی خصوصیت سے مذمت فرمائی ہے اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ یہ فتنہ ہر دور میں نام بدل کر ابھرتا رہے گا جس کی تفصیل آئے گی خوارج کا تعارف ملاحظہ ہو

﴿ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں خوارج کا ظھور ﴾

جب جنگ صفین جاری تھی تو امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے محسوس کیا کہ ان کی فوج کمزور پڑ رہی ہے اس پر انہوں نے عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ کیا کہ ایسے حالات میں کیا کرنا چاہیے انہوں نے مشورہ دیا کہ قرآنِ پاک کو نیزوں پر اُٹھادیں جنگ کا رُخ بدل جائے گا۔ جب سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق ایسا کیا گیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً شامی فوج کی چال سمجھ گئے اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ جنگ جاری رکھی جائے مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج کا ایک گروہ اس بات پر ڈٹ گیا کہ جنگ نہیں ہوگی کیونکہ قرآن پاک درمیان میں ہے اور مجبور ہوکر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ثالث مقرر کرنا منظور کرلیا اور جنگ بندی کرنے کا حکم دیا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثالث مقرر کرنے کی تجویز کی مخالفت کررہے تھے اور جنگ جاری رکھنا چاہتے تھے تو اس وقت ایک گروہ اس ضد پر قائم تھا کہ جنگ بند ہونی چاہیے آخر جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان تمام باتوں کو مان لیا تو پھر ثالث مقرر کرنے کا مسئلہ سامنے آیا تو آپ نے اس وقت بھی اپنے خیال کے مطابق بہتر نام پیش کرنے کی کوشش کی مگر لوگوں کی ضد کے باعث ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقرر عمل میں آیا۔ اب بات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بس سے باہر تھی کیونکہ دونوں فریقوں کے درمیان عہد نامہ ہوچکا تھا اور دونوں کے لئے پابندی لازمی تھی۔ اتنے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھیوں میں سے ایک گروہ نے نعرہ بلند کیا کہ ثالث مقرر کرنا کفر ہے اور خداوند تعالیٰ کی ذات

کے علاوہ کسی کو ثالث نہیں بنایا جا سکتا۔ یہی گروہ تھا جسے ہم خوارج کہتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر ان کی بات مان لیتے تو بدعہدی ہوتی تھی کیونکہ اس سے قبل دونوں فریق عہد نامے کر چکے تھے۔ ان حالات میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں کو سمجھانے اور راہ راست پر لانے کی کوشش کی اور یہ بھی واضح کیا کہ جب میں ان تمام باتوں کی مخالفت کر رہا تھا اور جنگ جاری رکھنے کا حکم دیا تھا تو اس وقت کسی نے میری بات نہ مانی۔ اب عہد نامہ ہو چکا ہے اس لئے میں اپنے قول سے نہیں پھر سکتا۔

خوارج نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دھمکی دی کہ اگر آپ ثالثوں کو تسلیم کریں گے تو ایسی صورت میں ہم آپ کے خلاف لڑیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان تمام باتوں کا سختی سے جواب دیا اور بات کچھ عرصے کے لئے دب گئی لیکن خارجی فرقے کی بنیاد پڑ چکی تھی۔ ثالثوں کے فیصلے کے بعد خوارج نے اپنی مخالفت کو تیز کر دیا اور عبداللہ بن وہب رابعی کو اپنا لیڈر چن لیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرنی شروع کر دی۔

خوارج کے عقائد﴾ اس فرقے نے اپنے عقائد کی وضاحت کر دی۔

(۱) انہوں نے واضح کیا کہ ثالث مقرر کرنا سراسر غلط ہے ان کا خیال تھا کہ یہ معاملہ ثالثوں کے ہاتھ میں دینے کے بجائے تلوار کے ذریعے طے ہونا چاہیے تھا۔

(۲) وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت کا حقدار خیال کرتے ہیں اس طرح یہ بات صاف ہوگئی کہ وہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حامی نہ تھے۔

(۳) ان کا مذہبی عقیدہ بن گیا کہ دین کے معاملات میں حَکَم تسلیم کرنا ہی غلط ہے اس لئے جو حَکَم مقرر کرے وہ بھی کافر اور جو حَکَم کے فیصلے کو مانے وہ بھی کافر ان تمام لوگوں کے خلاف لڑنا دراصل جہاد ہے اور خدا جہاد کرنے والے سے خوش ہوتا ہے۔

(۴) اس جماعت میں سرکش قسم کے عرب شامل تھے جن کا کام لڑنا جھگڑنا تھا۔ وہ نہ کبھی امن سے رہتے تھے اور نہ ہی انہیں پرامن زندگی پسند تھی۔ اس کے علاوہ عبداللہ بن سبا کے فرقے کے لوگ بھی اس جماعت میں آ کر شامل ہو گئے تھے۔ خوارج نے پروپیگنڈا شروع کر دیا بصرہ، کوفہ، مدائن اور عراق میں اس جماعت نے اپنے آدمیوں کا جال بچھا دیا۔ ادھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بار بار خوارج کو اتحاد کی دعوت دے رہے تھے مگر وہ کب ماننے والے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں بھی خوارج کے خلاف کوئی قدم اُٹھانا نہیں چاہتے تھے کیونکہ انہیں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

طاقت ختم کرنے کی غرض سے اپنی توجہ اور طاقت کو ادھر لگا نا تھا لیکن خوارج نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتنا پریشان کیا کہ حالات قابو سے باہر ہو گئے۔

خوارج کی سرگرمیاں ﴾خوارج بڑی تیزی سے اپنی تحریک کو پھیلا رہے تھے۔ مدائن کے گورنر کو جب خبر ہوئی تو اس نے ان کے خلاف کاروائی کی لیکن خلیفہ کا کوئی حکم نہ تھا۔ اس لئے گورنر مدائن نے خلیفہ کو لکھ کر ان کے بارے میں پوچھا اور اتنے عرصے میں ان کے لئے راستہ چھوڑ دیا تا کہ وہ جدھر چاہیں چلے جائیں۔ تمام علاقوں سے خوارج نہروان میں آ کر اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دیا۔ وہ سڑکوں پر چلتے ہوئے لوگوں کو پکڑ لیتے ان سے دریافت کرتے کہ حکموں کے بارے میں کیا خیال ہے اگر وہ اسی عقیدے یا خیال کا اظہار کرتے تو قتل کر دیتے۔ اب خوارج اتنے بے باک ہو گئے تھے کہ کسی سے نہ ڈرتے اور ان کے ہاتھوں کسی کی جان محفوظ نہ تھی۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شکایت کی کہ ان کا کچھ انتظام کریں کیونکہ لوگ ان کے ظلم وستم سے تنگ آ چکے تھے۔ لوگوں نے مشورہ دیا کہ اگر ان کے خلاف کاروائی نہ کی گئی تو یہ زیادہ دلیر ہو جائیں گے اور حکومت کے لئے ان پر قابو پانا مشکل ہو جائے گا۔

جنگ نہروان اور خوارج ﴾حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف فوجی کاروائی کرنے کی تیاری کر رہے تھے مگر انہیں اپنا پروگرام ملتوی کر کے خوارج کے خلاف جنگ کرنا پڑی۔ اتنے میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی حالت درست کرنے کا موقع مل گیا۔ جنگ کرنے سے قبل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار پھر نصیحت کی کہ وہ اپنے غلط راستے کو چھوڑ دیں لوگوں پر ظلم نہ کریں لیکن وہ کسی طرح نہ مانے اور صلح وامن کی ہر کوشش ناکام رہی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ امان کا جھنڈا لے کر میدان میں کھڑے ہو جائیں اور یہ اعلان کیا کہ خوارج میں سے جو شخص بھی اس جھنڈے کے نیچے آ جائے گا اسے امان ہے۔ چنانچہ اکثر لوگ اس جھنڈے کے نیچے آ گئے اور بہت سے لوگ اپنے گھروں کو واپس چلے گئے اور خارجیوں کی فوج میں صرف چار ہزار آدمی رہ گئے۔ آخر کار اعلانِ جنگ کر دیا گیا خوارج کے لیڈر عبداللہ بن وہب رابعی اپنے آدمیوں کو لے کر میدان میں آ گیا۔ میدان میں آتے ہی خوارج نے زور سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج پر حملہ کیا اور خوارج اتنی بہادری سے لڑے کہ گمان ہوتا تھا کہ خوارج کامیاب ہو جائیں گے اور علوی فوج ناکام رہے گی لیکن آخر میں خوارج کو شکست ہوگئی اور خوارج کی بہت بڑی تعداد جنگ میں کام آئی اور اس طرح ان کی قوم کا کسی حد تک خاتمہ ہو گیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شھادت ﴿خوارج کے خاتمے کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام کا رُخ کیا اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف توجہ کی مگران کی فوج نے ان کا ساتھ نہ دیا اور آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کوفے واپس لوٹ آئے اتنے میں حالات بدل گئے اور مصر کے علاقے پر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبضہ کر لیا۔

مصر پر قبضہ کے حالات ﴿حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیس بن سعد انصاری کو مصر کا عامل مقرر کیا تھا۔قیس نے اہل مصر سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی بیعت لی تھی اور ملک میں امن قائم کیا تھا جنگ صفین کے موقع پر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیس کو اپنا حلیف بنانا چاہا تھا مگر وہ نہ مانے۔حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مشہور کر دیا کہ قیس میرے طرفدار ہو گئے ہیں۔اس افواہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور قیس میں باہمی غلط فہمیاں پیدا ہو گئیں اور قیس نے استعفیٰ دے دیا۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو والی مصر مقرر کیا مگر یہ جوان اور ناتجربہ کار تھے۔امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھ ہزار فوج دے کر مصر پر حملہ کرا دیا۔محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوب مقابلہ کیا مگر شکست کھائی اور مصر پر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبضہ ہو گیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوارج کی شورشوں اور اپنے ساتھیوں کی کمزوریوں کے باعث کوئی قدم نہ اُٹھا سکے۔مصر کے علاقے پر قبضہ کر لینے کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بصرہ کے علاقے میں اپنا پروپیگنڈا شروع کر دیا اور یہاں کے حالات خراب ہو گئے۔لوگوں نے حکومت کے خلاف آوازیں بلند کرنا شروع کر دیں اب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوصلے بلند ہو گئے اور وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاقوں پر حملے کرتے۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ علوی حکومت کی جڑیں بالکل کھوکھلی ہو گئیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقبوضات میں ابتری پھیل گئی خلافت کا رُعب لوگوں کے دلوں سے اُٹھ گیا۔اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی توجہ حجاز کے علاقے کی جانب کی اور اپنے ایک فوجی دستے کو بھیج کر مدینے پر قبضہ کر لیا۔اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سپہ سالار بسر بن ابی ارطاۃ مکے کی جانب بڑھا اور وہاں بھی امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبضہ ہو گیا۔امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر پھر یمن کی جانب بڑھا وہاں کا گورنر مقابلہ نہ کر سکا اور کوفے کی جانب روانہ ہو گیا۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب ان واقعات کی اطلاع پہنچی تو انہوں نے چار ہزار سپاہیوں کا دستہ روانہ کیا۔جب بسر کو معلوم ہوا کہ اس کے خلاف حضرت علی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی فوج آ رہی ہے تو وہ شام کی جانب چلا گیا اتنے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔
تین خارجیوں نے منصوبہ بنایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیا جائے۔ عبدالرحمٰن بن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے کا کام اپنے ذمے لیا۔ اپنے منصوبے کے مطابق تینوں نے ایک ہی وقت تینوں اصحاب پر حملے کئے۔ دوسرے دو خارجی تو اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکے لیکن عبدالرحمٰن بن ملجم نے اپنے کام کو پورا کر لیا۔ اس نے کوفہ کی مسجد میں جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھ رہے تھے اور سجدہ میں تھے ان پر تلوار سے وار کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی ہو کر گر پڑے پھر اس نے دوسرا وار کیا اس کے بعد بھاگنے کی کوشش کی مگر لوگوں نے پکڑ لیا۔ بعد میں عبدالرحمٰن کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا آپ نے فرمایا اگر میں مر گیا تو اس کو قتل کر دینا اور اگر زندہ رہا تو پھر جو سزا مناسب خیال کروں گا خود ہی دوں گا۔ جب لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کے بعد حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں تو آپ نے جواب دیا نہ تو میں تمہیں اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ ہی منع کرتا ہوں تم جیسا سمجھو ویسا کرنا اور آخر کار آپ ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ کو دنیا سے پردہ فرما گئے آپ نے چار سال نو مہینے خلافت کی اور سارا زمانہ شورشوں اور اندرونی بغاوتوں کو دبانے میں گزر گیا۔

خوارج اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ﴾ خوارج چونکہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے برسر پیکار رہے لہٰذا سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے متعلق چند باتیں عرض کر دوں۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ، قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا عَلَى الْمِنبَرِ وَأَتَاهُ رَجُلٌ، فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، مَالِي أَرَاكَ تَسْتَحِيلُ النَّاسَ اسْتِحَالَةَ الرَّجُلِ إِبِلَهُ أَبِعَهْدٍ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ شَيْئًا رَأَيْتَهُ، قَالَ وَاللَّهِ مَا كَذَبْتُ وَلَا كُذِبْتُ، وَلَا ضَلَلْتُ وَلَا ضُلَّ بِي، بَلْ عَهْدٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَهُ إِلَيَّ، وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَى

(مسند ابی یعلی الموصلی، مسند علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ، جلد ۱، صفحہ ۳۹۷، حدیث ۵۱۸)

یعنی روایت ہے علی ابن ربیعہ سے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور کہا اے امیر المومنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ آدمیوں کی خونریزی ایسی حلال سمجھ رہے ہیں جیسے کوئی اپنے اونٹوں کو ذبح کرتا ہے کیا کوئی وصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس بارے میں آپ کو ہوئی ہے یا آپ اپنی رائے سے یہ کام

کرتے ہو۔فرمایاقسم ہے اللہ کی نہ میں نے جھوٹ کہا نہ مجھ کو جھوٹی خبر دی گئی اور نہ گمراہ ہوا نہ گمراہ کیا گیا اور بے نصیب ہے جوافترا کرے۔

اس کے بعد دوسری روایت میں ہے: عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاكِثِينَ وَالْقَاسِطِينَ وَالْمَارِقِينَ

(مسند ابی یعلی الموصلی، مسند علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ، جلد۱، صفحہ ۳۹۷، حدیث۵۱۹)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو وصیت کی کہ جولوگ عہد شکنی کریں اورحق بات سے عدول کریں اورخروج کریں توان کے ساتھ جنگ کروں۔

عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَّادٍ، قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبِرْنَا عَنْ مَسِيرِكَ هَذَا أَعَهْدٌ عَهِدَهُ إِلَيْكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْ رَأْيٌ رَأَيْتَهُ

(سنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب مایدل علی ترك الكلام فی الفتنة، جلد۱۲، صفحہ ۲۷۳، حدیث۴۰۴۶)

یعنی قیس بن عباد کا بیان ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض گزار ہوا کہ آپ کا یہ سفر (بجانب حضرت معاویہ) کرنا کیا اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کوحکم فرمایا تھا یا یہ آپ کی رائے گرامی ہے؟

فائدہ مطلب یہ کہ اگر رائے ہوتو ہم اتباع نہ کریں گے۔ان لوگوں کورائے سے کچھ ایسا احتراز تھا کہ اس کو بالکل بیکار ہی کردیا تھا اسی وجہ سے بھانجے اور بھتیجوں کی لڑکیوں کے ساتھ نکاح جائز رکھتے تھے اس لئے کہ قرآن شریف میں صرف لڑکیوں اور بھانجی بھتیجوں کی حرمت کا ذکر ہے ان کی اولاد کا ذکر نہیں۔ یہ بات عبدالکریم شہرستانی نے الملل والنحل میں لکھی ہے قرآن شریف پرعمل کرنے میں ان کواس قدر غلو تھا کہ جب تک نص قطعی سے کوئی بات ثابت نہ ہوکسی کی نہ مانیں یہاں تک کہ زانی کے رجم کے قائل نہ تھے اور نہ اس حد قذف کے قائل تھے جومحصن مرد کوکوئی گالی دے اس لئے کہ ان دونوں مسئلوں کاحکم صرف حدیث سے ثابت ہے۔صراحۃً قرآن شریف میں مذکور نہیں۔(کذا فی الملل والنحل)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیکھا کہ بات بات پرقرآن سے دلیل طلب کرتے ہیں پریشان ہوکر ایک بار قرآن منگوایا اور کہنے لگے کہ اے قرآن ان لوگوں سے تو ہی بات کر۔

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيَاضِ بْنِ عَمْرٍو الْقَارِيِّ، أَنَّهُ جَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ، فَدَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ، وَنَحْنُ عِنْدَهَا جُلُوسٌ مَرْجِعَهُ مِنَ الْعِرَاقِ لَيَالِيَ قُتِلَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَتْ لَهُ يَا ابْنَ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ هَلْ أَنْتَ صَادِقِي عَمَّا أَسْأَلُكَ عَنْهُ؟ حَدِّثْنِي عَنِ الْقَوْمِ الَّذِينَ قَتَلَهُمْ عَلِيٌّ، قَالَ وَمَا لِي لَا أَصْدُقُكِ؟ قَالَتْ فَحَدِّثْنِي، عَنْ قِصَّتِهِمْ، قَالَ فَإِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ لَمَّا كَاتَبَ مُعَاوِيَةَ وَحَكَّمَ الْحَكَمَانِ خَرَجَ عَلَيْهِ ثَمَانِيَةُ آلَافٍ مِنْ قُرَّاءِ النَّاسِ، فَنَزَلُوا بِأَرْضٍ يُقَالُ لَهَا حَرُورَاءُ مِنْ جَانِبِ الْكُوفَةِ، وَأَنَّهُمْ عَتَبُوا عَلَيْهِ،

فَقَالُوا انْسَلَخْتَ مِنْ قَمِيصٍ كَسَاكَهُ اللّٰهُ وَاسْمٍ سَمَّاكَ اللّٰهُ بِهِ، ثُمَّ انْطَلَقْتَ فَحَكَّمْتَ فِي دِينِ اللّٰهِ فَلَا حُكْمَ إِلَّا لِلّٰهِ، فَلَمَّا بَلَغَ عَلِيًّا مَا عَتَبُوا عَلَيْهِ وَفَارَقُوهُ عَلَيْهِ، أَمَرَ مُؤَذِّنًا فَأَذَّنَ أَنْ لَا يَدْخُلَنَّ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَّا مَنْ قَدْ حَمَلَ الْقُرْآنَ، فَلَمَّا امْتَلَأَتِ الدَّارُ مِنْ قُرَّاءِ النَّاسِ دَعَا بِمُصْحَفِ إِمَامٍ عَظِيمٍ فَوَضَعَهُ عَلِيٌّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَطَفِقَ يَصُكُّهُ بِيَدِهِ وَيَقُولُ أَيُّهَا الْمُصْحَفُ حَدِّثِ النَّاسَ فَنَادَاهُ النَّاسُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا تَسْأَلُ عَنْهُ إِنَّمَا هُوَ مِدَادٌ فِي وَرَقٍ، وَنَحْنُ نَتَكَلَّمُ بِمَا رَأَيْنَا مِنْهُ، فَمَا تُرِيدُ؟ قَالَ أَصْحَابُكُمْ أُولَاءِ الَّذِينَ خَرَجُوا بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ كِتَابُ اللّٰهِ

(مسند ابی یعلی الموصلی، مسند علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ، جلد ۱، صفحہ ۳٦٧، حدیث ٤٧٤)

(مسند احمد بن حنبل، کتاب مسند العشرۃ المبشرین بالجنۃ، باب مسند علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ عنہ، جلد ۱، صفحہ ٨٦، حدیث ٦٥٦)

یعنی روایت ہے عبداللہ بن عیاض سے کہ ایک بار عبداللہ بن شداد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے پوچھا اے عبداللہ سچ بتاؤ کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن لوگوں کو قتل کیا ان کا حال کیا تھا۔ کہا جب علی اور معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے صلح نامہ لکھا اور دو شخصوں کو حَکَم قرار دیا آٹھ ہزار قاری قرآن علیحدہ ہو گئے اور حروراء میں ایک مقام ہے کوفہ کے گردونواح میں جا ٹھہرے اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر الزام لگایا کہ جو قمیص اللہ نے تمہیں پہنائی تھی اس کو تم نے نکال دیا اور جو لقب اللہ کی طرف سے تمہیں ملا تھا اس کو تم نے مٹا دیا اور اپنے ہاتھ سے آپ ہی معزول ہو گئے اور اللہ کے دین میں تم نے حَکَم بنایا حالانکہ حَکَم صرف اللہ کے لئے۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر اعلان کروا دیا کہ جو شخص امیر المومنین کے پاس آئے قرآن ساتھ لیتا آئے جب دارالحکومت قاریوں سے بھر گیا مصحف امام معظم نے منگوا کر روبرو رکھا اور اسے تھپتھپا کر کہنے لگے اے مصحف ان لوگوں سے بات کر انہوں نے کہا اے امیر المومنین ہم قرآن سے نہیں پوچھتے وہ تو سیاہی ہے کاغذوں میں ہم اس میں کلام کرتے ہیں جو ہم سے بیان کیا گیا ہے آپ چاہتے کیا ہیں۔ فرمایا یہ لوگ تمہارے ساتھ والے جو علیحدہ ہو گئے ہیں ان کے اور میرے بیچ میں کتاب اللہ ہے۔

فائدہ غور فرمایئے ان لوگوں نے دلائل پوچھ پوچھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس قدر دکھ دیا ہوگا کہ یہ حرکت ان سے صادر ہوئی۔

خوارج کے عقائد ومسائل تنزیہ جناب باری میں ان لوگوں کو اس بلا کا احتیاط تھا کہ سورۂ یوسف کو قرآن شریف سے اس لحاظ سے خارج کر دیا کہ خدا تعالیٰ کی شان سے بعید ہے کہ عشق کا قصہ بیان کرے اور عمل میں ان کو اس قدر اہتمام تھا کہ مرتکب کبیرہ کو کافر اور مخلد فی النار اور صغیرہ پر اصرار کرنے والے کو مشرک کہتے تھے۔

صاحب ملل ونحل نے ان کا قول نقل کیا ہے کہ نماز کو ترک کرنے والا کافر ہے نہ اس وجہ سے کہ نماز کو ترک کیا بلکہ اس وجہ سے کہ حق تعالیٰ کو نہیں جانا کیونکہ اگر جانتا اور اعتقاد رکھتا کہ حق تعالیٰ تمام احوال پر مطلع اور طاعت پر جزا اور معصیت پر سزا دینے والا تو اس گناہ پر جرات نہ کرتا۔ اس جرات سے معلوم ہوا کہ اس نے جانا ہی نہیں اور اگر جانا ہے تو تکلیف کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اس باب میں تارکِ صلوٰۃ اور ہر مرتکب کبیرہ کافر ہونے میں برابر ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ابلیس صرف کبیرہ کے مرتکب ہونے سے کافر ہوا کہ باوجود حکم کے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا ورنہ اس کی توحید میں کسی قسم کا شک نہیں اور یہ بھی اعتقاد ہے کہ اجنبی عورت کو دیکھ لینا یا جھوٹ کہنا صغیرہ ہے اور جب اس پر اصرار ہو تو شرک ہو جاتا ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ جن لوگوں نے یہ اصول مان لئے ہوں گے ان کے اعمال کا کیا حال ہوگا جتنے ذریعے نجات کے آدمی خیال کرسکتا ہے وہاں سب منقطع ہیں۔ دوزخ ہر وقت پیش نظر ہے کہ جہاں امرالٰہی کے امتثال میں سستی ہوئی یا کوئی حرام فعل صادر ہوگیا قطعاً دوزخی بن گئے اب نہ کسی کی شفاعت سے کام چلتا ہے نہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید ہے کیونکہ کفار کا رحمت الٰہی سے مایوس ہونا نص قطعی سے ثابت ہے اس خیال شبانہ روز کے چہروں پر کیسا رنگ خضوع جمایا ہوگا اور اعضاء پر کیسی کیفیت انکساری طاری ہوگی اسی وجہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ان کی سی حالت کسی قوم کی میں نے نہیں دیکھی اور ظاہر بھی یہی ہے اس لئے صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے قائل تھے اور جانتے تھے کہ صرف عمل سے کبھی نجات نہیں مل سکتی پھر ان حضرات پر ان کی سی مصیبت ہی کیوں آتی جو ویسی حالت بنتی۔ غرضیکہ توحید، عبادت، زہد، تقویٰ وغیرہ وغیرہ امور جن کا حال بتفصیل معلوم ہوا ان لوگوں میں نہایت درجہ بڑھے ہوئے تھے۔ اگر یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں نہ ہوتے تو بادی النظر میں اولیاء اللہ سمجھے جاتے اور ان کے مخالف کو نہیں معلوم لوگ کیا سمجھتے مگر الحمد للہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی کاروائیوں اور احادیث صحیحہ کی تصریحات سے تمام اہل اسلام پر ان کی قلعی کھل گئی اور بے دین اور دوزخی ہونا ان کا ثابت ہوگیا۔ اب دیکھنا چاہیے کہ وہ کون سی بات تھی جس نے باوجود ان اوصافِ کمال کے ان پر بے دینی کا حکم صادر کر دیا اصل منشاء اگر دیکھا جائے تو صرف بیباکی اور بے ادبی ان کی پیش نظر ہو جائے گی جس سے پہلی خرابی یہ ہوئی کہ بزرگانِ دین کی عظمت نہ ہونے کی وجہ سے طبیعت میں تقلید کی صلاحیت نہ رہی اور ہمسری کا دعویٰ کر کے خود مجتہد بن بیٹھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کا جب ان کے نزدیک کچھ اعتبار نہ تھا اور ہر بات میں ان سے دلیل طلب کرتے تھے تو اور کسی بزرگ کے قول کو وہ کب مانتے تھے حالانکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول وفعل خود واجب القبول اور بجائے خود دلیل تھا۔ آخر یہی ترکِ

تقلید جس کو انہوں نے تحقیق سمجھا تھا عین مادہ گمراہی ہوا۔ دیکھ لیجئے جب مسئلہ حَکَم ان کی سمجھ میں نہ آیا اور اس میں تقلید بھی نہ کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر شرک و کفر کا الزام لگا دیا نعوذ باللہ من ذلک اور خود کافر بن بیٹھے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا گستاخی اور بے ادبی ہوگی کہ کیسے کیسے جلیل القدر صحابہ کی انہوں نے تکفیر کی اور مخبر صادق کی بشارتوں کا کچھ خیال نہ کیا۔

حکایت ﴾ زیاد بن امیہ نے عروہ ابن ادبیہ سے جو خارجی تھا پوچھا کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا کیا حال تھا کہا اچھے تھے پھر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال دریافت کیا کہا ابتداء میں چھ سال تک ان کو میں بہت دوست رکھتا تھا پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال پوچھا کہا وہ بھی اوائل میں اچھے تھے جب حَکَم بنایا نعوذ باللہ کافر ہوگئے اس لئے ان سے بھی علیحدہ ہوگیا پھر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال دریافت کیا ان کو ایک سخت گالی دی پھر زیاد بن امیہ نے اپنا حال پوچھا کہا تمہارا اول زینت تھا اور آخر زندگی اور دونوں حالتوں کے بیچ میں تم اپنے رب کے نافرمان ہو۔ زیاد نے اس کی گردن مارنے کا حکم دیا اور اس کے غلام کو بلا کر کہا اس کا مختصر سا حال بیان کر۔ کہا جب میں اس کے پاس کھانا لے جاتا یا بچھونا کرنے کو جاتا غرض ہر حال میں یہی اعتقاد اور اجتہاد اس کا دیکھتا تھا کہ طلحہ، زبیر، عائشہ، عبداللہ بن زبیر اور تمام اہل اسلام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) جو ان کے ساتھ تھے سب کی تکفیر کیا کرتا اور سب کو مخلد فی النار کہتا تھا۔ (نعوذ باللہ من ذلک) (الملل والنحل)

عقیدہ ﴾ ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ جائز ہے کہ حق تعالیٰ ایک ایسا نبی بھیجے کہ بعد نبوت کے کافر ہوجائے یا قبل نبوت کے کافر رہا ہو۔

عقیدہ ﴾ حق تعالیٰ عجم میں ایک نئی ملت صابیہ سے پیدا کرے گا اور اس پر ایک کتاب وقت واحد میں نازل ہوگی جو آسمان پر لکھی جاچکی ہے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو چھوڑ دے گا۔ ملل ونحل میں سوائے اس کے اور کئی اعتقاد ان کے نقل کئے ہیں، بخوف طوالت اسی پر اکتفا کیا گیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ کسر شانِ نبوت بھی ان کو مقصود تھی۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے: عَنْ أَبِي يَحْيَى قَالَ سَمِعَ عَلِيٌّ رَجُلاً مِنَ الْخَوَارِجِ وَهُوَ يُصَلِّي صَلَاةَ الْفَجْرِ يَقُولُ

یعنی روایت ہے ابی یحییٰ سے کہ ایک خارجی نے صبح کی نماز میں یہ آیت پڑھی: وَ لَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَ اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۶۵) ﴾ **ترجمہ کنزالایمان**: اور بیشک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف کہ اے سننے والے اگر تو نے اللہ کا شریک کیا تو ضرور تیرا سب کیا دھرا اکارت جائے گا اور ضرور تو ہار میں رہے گا۔ ﴾ پھر اس سورۃ کو چھوڑ کر دوسری سورۃ کی یہ آیت پڑھی: فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

وَ لَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ○ (پارہ۲۱،سورۃالروم،آیت۶۰)﴿ **ترجمہ کنزالایمان:** تو صبر کرو بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور تمہیں سبک نہ کر دیں وہ جو یقین نہیں رکھتے۔﴾

(مصنف ابن ابی شیبة، کتا ب الجمل، باب ما ذکر فی الخوارج، جلد۱۵، صفحہ۳۰۶، حدیث ۳۹۰۴۶)

فائدہ ﴾ اس قسم کی آیتیں چن چن کے پڑھنے سے مقصود اس شخص کا یہی تھا کہ عظمت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں کے دلوں سے کم ہو جائے کیونکہ اگر اس کو قرأت ہی مقصود ہوتی تو مرتب آیتیں پڑھتا۔ راوی کو بھی حیرت ہوئی پھر وہ سمجھ گئے کہ یہ بات مسلمان سے ہو نہیں سکتی۔ بعد تحقیق کے پہلے تصریح اس امر کی کر دی کہ وہ شخص خارجی تھا پھر وہ قصہ بیان کیا۔ اگر اس شخص کی بُرائی بیان کرنا راوی کو مقصود نہ ہوتا تو اس قصہ کے بیان کی کوئی ضرورت نہ تھی اس لئے کہ قرآن ہر شخص نماز میں پڑھتا ہے۔ ان تمام احادیث وغیرہ سے اس قوم کا طریقہ اور طرزِ گفتار معلوم ہو گیا کہ جب اپنی سمجھ کے کوئی بات خلاف پائے اس پر اعتراض کر بیٹھتے اور ادب کو پاس نہ آنے دیتے۔ توحید کی حفاظت اور شرک و بدعت مٹانے کو اپنا فرض منصبی ٹھہرایا تھا پھر اس ٹٹی کی آڑ میں ہزار مسلمانوں کی تکفیر کر دی جو آیتیں کفار کے لئے نازل ہوئیں مسلمانوں کو ان کا مصداق بنایا جیسا کہ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ○ (پارہ۲۵،سورۃالزخرف،آیت ۵۸)

ترجمہ کنزالایمان: بلکہ وہ ہیں ہی جھگڑالو لوگ۔

جو کفارِ قریش کے لئے ہے صحابہ کے مقابل پڑھ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان کی آیتیں ڈھونڈا کرتے۔ خلاصہ یہ کہ گستاخیوں اور بے ادبیوں میں وہ لوگ ہر زمانہ کے بے ادبوں کے پیشوا اور مقتدا تھے۔ جس مسئلہ و مقام میں انہوں نے کچھ کلام کیا ان کے پیروؤں میں وہ مسئلہ معرکۃ الآراء بنا جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب معلوم ہو گا۔ پھر ان بے دینوں پر ان کو وُثُوق (اعتبار) تھا کہ اپنے مخالفوں کو کافر اور ان کے مال کو غنیمت سمجھتے تھے۔ (الملل و النحل)

ظاہراً اس بات پر وہ لوگ دلیل بھی رکھتے تھے کہ ان سا کوئی عابد و زاہد اس وقت تھا نہیں۔ صاف صاف کہنے والا، دینی امور میں کسی کی رعایت نہیں خواہ ولی ہو یا صحابی یا نبی جہاں خلاف بات دیکھی فوراً کہہ دیا۔ ہر چند یہ دلیل ظاہراً قَـــوِّیْ (پختہ) معلوم ہوتی ہے مگر انجام کار کے معلوم سے ہمیں تو یقین ہو گیا کہ واقع میں وہ دلیل بالکل باطل اور دوزخ کا موجب۔

خوارج کا انجامِ بد ﴾ دورِ خوارج میں ہی ان کا انجام بربادی ہوا۔ چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جمهان قَالَ كَانَتِ الْخَوَارِجُ قَدْ دَعَوْنِي حَتَّى كِدْتُ أَنْ أَدْخُلَ فِيهِمْ ، فَرَأَتْ أُخْتُ أَبِي بِلَالٍ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّهَا رَأَتْ أَبَا بِلَالٍ أَهْلَبَ ، قَالَ فَقُلْتُ يَا أَخِي مَا شَأْنُك قَالَ فَقَالَ جُعِلْنَا بَعْدَكُمْ كِلَابَ أَهْلِ النَّارِ

(مصنف ابن ابی شیبة، کتا ب الجمل، باب ما ذکر فی الخوارج، جلد۱۵، صفحہ۳۰۹، حدیث ۳۹۰۵۰)

روایت ہے سعید بن جمہان سے وہ کہتے ہیں کہ خوارج مجھے اپنی طرف بلاتے اور ترغیب دیتے تھے یہاں تک کہ قریب تھا کہ میں ان میں مل جاؤں ایک رات ابی بلال کی بہن کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہہ رہی ہیں کہ میں نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے کہا کہ ہم لوگ تمہارے بعد دوزخ کے کتے بنائے گئے۔

حدیث شریف میں ہے: عَنْ أَبِي غَالِبٍ قَالَ كُنْتُ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَاؤُوا بِسَبْعِينَ رَأْسًا مِنْ رُؤُوسِ الْحَرُورِيَّةِ فَنُصِبَتْ عَلَى دُرُجِ الْمَسْجِدِ ، فَجَاءَ أَبُو أُمَامَةَ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ ، فَقَالَ :كِلاَبُ جَهَنَّمَ ، شَرُّ قَتْلَى قُتِلُوا تَحْتَ ظِلِّ السَّمَاءِ ، وَمَنْ قَتَلُوا خَيْرُ قَتْلَى تَحْتَ السَّمَاءِ ، وَبَكَى وَنَظَرَ إِلَيَّ ، وَقَالَ :يَا أَبَا غَالِبٍ ، إِنَّك مِنْ بَلَدِ هَؤُلاَءِ ؟ قُلْتُ نَعَمْ ، قَالَ أَعَاذَك ، قَالَ أَظُنُّهُ قَالَ اللَّهُ مِنْهُمْ قَالَ تَقْرَأُ آلَ عِمْرَانَ قُلْتُ نَعَمْ ، قَالَ (مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ۗ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ)(پارہ۳سورۃ آل عمران، آیت۷)وقَالَ (يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ۝)(پارہ۴،سورۂ آل عمران،آیت۱۰۶) قُلْتُ يَا أَبَا أُمَامَةَ ، إِنِّي رَأَيْتُك تَهْرِيقُ عَبْرَتَكَ ، قَالَ نَعَمْ ، رَحْمَةً لَهُمْ، إِنَّهُمْ كَانُوا مِنْ أَهْلِ الإِسْلاَمِ ، قَالَ قد افْتَرَقَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ عَلَى وَاحِدَةٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً ، وَتَزِيدُ هَذِهِ الأُمَّةُ فِرْقَةً وَاحِدَةً ، كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلاَّ السَّوَادَ الأَعْظَمَ عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوا وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ ، وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ، وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلاَّ الْبَلاَغُ ، السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ خَيْرٌ مِنَ الْفُرْقَةِ وَالْمَعْصِيَةِ ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَبَا أُمَامَةَ ، أَمِنْ رَأْيِكَ تَقُولُ أَمْ شَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم ، قَالَ إِنِّي إِذًا لَجَرِيءٌ ، قَالَ بَلْ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم غَيْرَ مَرَّةٍ وَلاَ مَرَّتَيْنِ حَتَّى ذَكَرَ سَبْعًا

(مصنف ابن ابی شیبة، کتا ب الجمل، باب ما ذکر فی الخوارج، جلد۱۵،

صفحہ۳۰۶،۳۰۷، حدیث ۳۹۰۴۷)

(کنزالعمال، جلد ۱۱، صفحہ۳۰۵،حدیث۳۱۵۸۳)

یعنی ابی غالب سے روایت ہے کہ میں دمشق کی جامع مسجد میں تھا تو حروریہ (خوارج) کے ستر سروں کو لا کے مسجد کی سیڑھیوں میں رکھا گیا ابوامامہ آئے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا یہ آسمان کے نیچے بدترین لوگ ہیں جو قتل کئے گئے اور ان کے ہاتھ جو قتل ہوئے وہ آسمان کے نیچے بہترین مقتولین ہیں اور رُوئے اور میرے طرف دیکھا اور پوچھا اے ابو غالب یہ

آپ کے شہر کے لوگ ہیں؟ میں نے کہا ہاں تو فرمایا تمہیں ان کے شر سے بچائے میرے خیال میں یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ ان سے بچائے پھر پوچھا آپ آل عمران پڑھتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں فرمایا: ''اس کی کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری وہ ہیں جن کے معنی میں اِشْتِبَاہُ (شک) ہے وہ جن کے دلوں میں کَجِیْ (اُلجھاؤ) ہے وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے ہیں گمراہی چاہنے اور اس کا پہلو ڈھونڈھنے کو اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے اور پختہ علم والے''

آل عمران کی دوسری آیت میں ہے: ''جس دن کچھ منھ اونجالے ہوں گے اور کچھ منھ کالے تو جن کے منھ کالے ہوئے کیا تم ایمان لاکر کافر ہوئے تو اب عذاب چکھو اپنے کفر کا بدلہ۔''

میں نے کہا اے ابوامامہ! میں نے دیکھا آپ کے آنسو بہہ رہے تھے فرمایا ہاں ان پر رحم آرہا تھا وہ اہل اسلام میں سے تھے فرمایا بنواسرائیل کے اکہتر فرقے ہوئے اس امت کا ایک فرقہ بڑھ جائے گا سب جہنم میں ہوں گے سوائے سوادِ اعظم کے ان کے اعمال کی سزا ان کو بھگتنی ہے اور تمہارے اعمال کا حساب تم سے لیا جائے گا۔ اگر تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی تو ہدایت پر ہوگے رسول کے ذمہ تو دین پہنچانا ہے سمع وطاعت فرقہ اور معصیت سے بہتر ہے۔ ایک شخص نے ان سے کہا اے ابوامامہ یہ باتیں اپنی رائے سے کہہ رہے ہیں یا اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت سنی ہے فرمایا اگر اپنی طرف سے یہ باتیں کروں تب تو میں بہت جَری ہوں گا بلکہ میں نے یہ روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد بار سنی ہے دو تین نہیں بلکہ سات مرتبہ۔

خوارج اور ان کے ہمنواؤں کی عملی علامت ﴿ حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ حنین کا مالِ غنیمت تقسیم فرمارہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قبیلہ بنوتمیم کا ایک شخص جس کا نام ذوالخویصرہ تھا حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عدل وانصاف سے کام لیجئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گستاخ کو ان الفاظوں میں جواب فرمایا: فَقَالَ وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِي فِيهِ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ

(صحیح البخاری ، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، جلد ۱۱،

صفحہ ۴۴۲، حدیث ۳۳۴۱)

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری خرابی ہو اگر میں انصاف نہ کروں تو اور کون انصاف کرے گا؟ اگر میں

کی تلاوت کریں گے مگر قرآن ان کی ہنسلی کے نیچے نہ اترے گا اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ سر منڈے ہوں گے ہمیشہ ظہور پذیر ہوتے رہیں گے حتیٰ کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔ جب تمہاری ان سے ملاقات ہو تو تم انہیں قتل کرو وہ تمام مخلوق سے بدتر اور بدنفس ہیں۔

فائدہ ﴾اس حدیث شریف میں بھی غور فرمایئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی قوم کے پیدا ہونے کے متعلق ان کی ظاہری حالت اور علامت بھی بیان فرمادی ہے یعنی ذوالخویصرہ کی نسل سے جو لوگ پیدا ہوں گے وہ قرآن بھی بہت پڑھیں گے اور سر بھی منڈائیں گے اور یہ قوم ہمیشہ ہمیشہ نکلتی رہے گی۔

انتباہ ﴾فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر توجہ فرمایئے کہ وہ نمازوں اور روزوں پر عمل پیرا ہیں اور قرآن کو ماننے کے دعویدار ہیں اور سر منڈانے میں کمال غلو لیکن حالت یہ کہ وہ خلقت کے بدترین ہیں یہ اسی لئے کہ وہ نیک اعمال پر غرور و گھمنڈ کرتے ہیں اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم و انبیاء کرام علیہم السلام کی بے ادبی و گستاخی کرنا عین ایمان سمجھتے ہیں اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے فتنہ کے ساتھ ہی نجدی گروہ کے فتنہ کو خطرناک فرقہ قرار دیا ہے۔

حدیث شریف میں بھی آتا ہے کہ جس خارجی نے آپ کی شانِ اقدس میں گستاخی کی تھی اس کا حلیہ یہ تھا: فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ مُشَمَّرُ الْإِزَارِ

(صحيح البخاری، كتاب المغازی، باب بعث علی بن ابی طالب وخالد بن الوليد، جلد١٣، صفحه٢٤٨، حديث ٤٠٠٤)

(صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، جلد٥، صفحه ٢٩٧، حديث ١٧٦٣)

یعنی ایک آدمی کھڑا ہوا جس کی دونوں آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں، دونوں گال پھولے ہوئے تھے، پیشانی اُبھری ہوئی تھی، داڑھی گھنی، سر منڈا ہوا تھا اور تہبند پنڈلیوں سے اونچا تھا۔

یہ نجدیوں کا صحیح نقشہ ہے جو آئینہ کی طرح صاف نظر آرہا ہے۔ یہ جتنی بھی باتیں علاماتِ نجدیہ حدیث سے ثابت ہیں میرے خیال میں کوئی نجدی اس سے خالی نہیں ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ اپنی حقیقت چھپانے کے لئے یہ خود حلیہ تبدیل کرلیں۔ آج کے نجدیوں کو دیکھ کر یہ شبہ نہ کیا جائے کہ وہ سب کے سب سر نہیں منڈاتے حالانکہ حدیث میں یہ علامت بتائی گئی ہے وجہ یہ ہے کہ عبدالوہاب نجدی جب اپنے گروہ میں کسی کو داخل کرتا تھا تو اسے سر منڈائے بغیر اپنے باطل گروہ میں شامل نہیں کرتا تھا یہی خاص علامت حدیث میں ہے: أَبِي جَعْفَرٍ الْفَرَّاءِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، مَوْلَى عَلِيٍّ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ عَلِيٍّ، النَّهَرَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَتْلِهِمْ قَالَ اطْلُبُوا الْمُخَدَّجَ، فَطَلَبُوهُ، فَلَمْ يَجِدُوهُ، وَأَمَرَ أَنْ يُوضَعَ عَلَى كُلِّ قَتِيلٍ قَصَبَةٌ، فَوَجَدُوهُ فِي وَهْدَةٍ فِي مُسْتَنْقَعِ مَاءٍ، رَجُلٌ أَسْوَدُ، مُنْتِنُ الرِّيحِ، فِي مَوْضِعِ يَدِهِ كَهَيْئَةِ الثَّدْيِ، عَلَيْهِ شَعَرَاتٌ، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِ قَالَ صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، فَسَمِعَ أَحَدُ ابْنَيْهِ،

يَعْنِي :الْحَسَنَ أَوِ الْحُسَيْنَ، يَقُولُ :الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أراحَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هَذِهِ الْعِصَابَةِ، فَقَالَ عَلِيٌّ :لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا ثَلَاثَةٌ لَكَانَ أَحَدُهُمْ عَلَى رَأْيِ هَؤُلَاءِ، إِنَّهُمْ لَفِي أَصْلَابِ الرِّجَالِ وأرحامِ النِّسَاءِ

(المعجم الاوسط، باب الميم، من اسمه محمد، جلد۷، صفحه۳۳۹،حدیث٧٦٦٦)

ابوجعفر فراء رضی اللہ عنہٗ کہتے ہیں میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نہر کی لڑائی میں شریک تھا جب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے قتل سے فارغ ہوئے فرمایا مخدج کو تلاش کرو اس کو تلاش کیا گیا وہ نہ ملا حکم دیا کہ ہر مقتول پر ایک بانس رکھ دیا جائے پھر وہ ایک وادی میں ملا جہاں بدبودار سیاہ کیچڑ تھی اور اس کے ہاتھ کی جگہ بشکل پستان کے ایک گوشت پارہ تھا جس پر چند بال تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو دیکھ کر فرمایا سچ کہا خدائے تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ ان کے ایک بیٹے حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ رہے تھے تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس گروہ سے نجات دی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر امت محمدیہ میں صرف تین ہی شخص رہ جائیں ان میں ایک بھی شخص اس فرقہ کی رائے اور طریقہ پر ہوگا وہ لوگ ہنوز مردوں کی پیٹھ اور عورتوں کے رحم میں ہیں۔

عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یخرج ناس من المشرق یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیهم ، کلما قطع قرن نشأ قرن حتی یکون آخرهم یخرج مع المسیح الدجال

(کنزالعمال، جلد۱۱، صفحہ۲۰۵،حدیث٣١٢٤٤)

یعنی روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کچھ لوگ مشرق کی طرف سے نکلیں گے پڑھیں گے وہ قرآن مگر ان کے حلق کے نیچے سے نہ اترے گا جب ایک سینگ کاٹا جائے گا تو دوسرا نکلے گا حتی کہ آخری مسیح دجال کے ساتھ ظاہر ہوگا۔

فائدہ جب ایک فرقہ کا سینگ کاٹا جائے گا تو دوسرا نکلے گا یعنی جب ایک فرقہ کا استیصال کیا جائے گا تو دوسرا ظاہر ہوگا یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ شامل ہوگا۔

فائدہ اس حدیث شریف کی تصدیق ہم اپنے یہاں ہندوپاک میں پاتے ہیں کہ یہ گروہ نئے روپ میں ابھرتا ہے ایک عرصہ کے بعد مٹ جاتا ہے یا کمزور پڑ جاتا ہے پھر دوسرا روپ ڈھار لیتا ہے۔ اسماعیل کے دور میں وہابیوں کا رنگ اپنایا جہاد کے نام پر پالیسی اختیار کی اس کے مرنے کے بعد یہ لوگ دو گروہ میں ہو گئے۔

غیر مقلد وہابی اور دیوبندی وہابی۔ دیوبندی فرقہ نام بدلتا ہے کبھی احرار کے نام پر ابھرتا ہے، پاکستان بننے کے بعد تحفظ ختم نبوت کا نعرہ لگاتا ہے تو کبھی تبلیغی جماعت کے نام سے، کبھی انجمن سپاہ صحابہ کے نام سے سامنے آتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ آئندہ بھی کسی نہ کسی نام سے مشہور ہو کر بالآخر دجال سے جا کر ملے گا جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث کی روشنی سے واضح ہوتا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حروریہ کا ذکر کر کے فرمایا کہ وہ لوگ اس قدر عبادت میں مصروف ہوں گے کہ تم لوگ اپنی نماز وروزے میں ان کے مقابل خود کو ہیچ وناقدر سمجھو گے۔

فوائد ﴿ (۱) حروریہ کا خصوصی ذکر اشارہ کرتا ہے کہ آپ اپنے امت کے ہر فرد کی ہر حالت سے باخبر ہیں چنانچہ اسی نام سے خوارج اپنے زمانہ سے مشہور ہیں۔

(۲) صحابہ کرام کا عقیدہ وہی ہے جو ہمیں نصیب ہے کہ غیبی خبر بتاتے وقت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتنا پختہ یقین ہے ذرہ برابر بھی اس میں شک کو گنجائش نہیں ہے۔

(۳) عبادت کا گھمنڈ اس فرقہ اور اس کے جملہ ہمنواؤں کو ہے۔

محمد بن عبدالوہاب خوارج کے نقش قدم پر﴾ خوارج کے متعلق تفصیل معلوم کرنے کے بعد یقین کیجئے کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی خوارج کے نقش قدم پر چلا اور صدیوں پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا وَفِي يَمَنِنَا قَالَ قَالُوا وَفِي نَجْدِنَا قَالَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا وَفِي يَمَنِنَا قَالَ قَالُوا وَفِي نَجْدِنَا قَالَ قَالَ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

(صحيح البخارى، كتاب الجمعة، باب ماقيل في الزلازل والآيات، جلد٤، صفحه١٤٧، حديث ٩٧٩)

یعنی روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ الٰہی ہمارے شام اور یمن میں برکت دے۔ لوگ عرض گزار ہوئے اور ہمارے نجد میں۔ دوبارہ کہا اے اللہ ہمیں ہمارے شام میں برکت دے اور ہمارے یمن میں لوگ پھر عرض گزار ہوئے اور ہمارے نجد میں فرمایا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) وہاں تو زلزلے اور فتنے ہیں اور وہاں شیطان کا سینگ نکلے گا۔

اس حدیث شریف سے بتصریح معلوم ہوا کہ نجد سے فتنے برپا ہوں گے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ لوگ مشرق سے نکلیں گے اگرچہ مشرق عام ہے کہ ہندو پاکستان بھی مدینہ طیبہ کے مشرق میں واقع ہے مگر مدینہ طیبہ کے عام وخاص لوگ نجد ہی کو

مشرق اور وہابیوں کو مشرقی کہا کرتے ہیں جن کی اقامت ملک نجد میں ہے۔ معلوم ہوا کہ ان حدیثوں سے وہابیوں کا فتنہ مراد ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی چند علامتیں بیان فرمائیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ مشرق سے نکلیں گے جیسا کہ ابھی معلوم ہوا۔

وھابیوں کی علامات ﴿عن ابن مسعود قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یخرج فی آخر الزمان قوم أحداث الأسنان سفھاء الأحلام یقرؤن القرآن بألسنتھم لا یجاوز تراقیھم، یقولون من قول خیر البریة، یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیة فمن لقیھم فلیقتلھم !فإن فی قتلھم أجرا عظیما عند اللّٰہ لمن قتلھم۔ (کنز العمال، جلد ١١، صفحہ ١٤١، حدیث ٣٠٩٥٤)

یعنی روایت ہے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں ایک قوم نکلے گی کم عمر اور کم عقل ہوں گی قرآن پڑھے گی اپنی زبان سے لیکن وہ قرآن سینے سے نیچے نہیں اترے گا انتہائی شیریں گفتگو کریں گے اور دین سے ایسے صاف ہو کر نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکلتا ہے جو ان سے ملے ان کو قتل کرے کیونکہ ان کو قتل کرنے والوں کا اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا مرتبہ ہے۔

ظاہر ہے کہ ان کا دعویٰ یہی ہے کہ شرک و بدعت کو مٹاتے ہیں لیکن ان کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے چنانچہ حدیث شریف میں ہے: وَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَخْرُجُ مِنْ أُمَّتِي قَوْمٌ يُسِيئُونَ الْأَعْمَالَ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ قَالَ يَزِيدُ لَا أَعْلَمُ إِلَّا قَالَ يَحْقِرُ أَحَدَكُمْ عَمَلَهُ مِنْ عَمَلِهِمْ يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ فَإِذَا خَرَجُوا فَاقْتُلُوهُمْ ثُمَّ إِذَا خَرَجُوا فَاقْتُلُوهُمْ ثُمَّ إِذَا خَرَجُوا فَاقْتُلُوهُمْ فَطُوبَى لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَطُوبَى لِمَنْ قَتَلُوهُ كُلَّمَا طَلَعَ مِنْهُمْ قَرْنٌ قَطَعَهُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فَرَدَّدَ ذَلِكَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِينَ مَرَّةً أَوْ أَكْثَرَ وَأَنَا أَسْمَعُ

(مسند احمد بن حنبل، کتاب مسند المکثرین من الصحابة، باب مسند عبداللّٰہ بن عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ، جلد ٢، صفحہ ٨٤، حدیث ٥٥٦٢)

یعنی اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں ایک ایسی قوم بھی پیدا ہوگی جو بدکردار ہوگی یہ لوگ قرآن پڑھتے ہوں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا تم اپنے اعمال کو ان کے اعمال کے سامنے حقیر سمجھو گے وہ اہل اسلام کو قتل کریں گے جب ان کا خروج ہو تو تم انہیں قتل کرنا اور جب تک ان کا خروج ہوتا رہے تم انہیں قتل کرتے رہنا خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو انہیں قتل کرے اور خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جسے وہ قتل

کریں جب بھی ان کی کوئی نسل نکلے گی اللہ تعالیٰ اسے ختم کردے گا۔ یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس یا اس سے زیادہ مرتبہ دہرائی اور میں سنتا رہا۔

فائدہ سب کو معلوم ہے کہ ہزارہا مسلمانوں کو ان لوگوں نے قتل کر کے حرمین شریفین اور تمام ملک عرب پر قبضہ کرلیا تھا۔

انتباہ ان کی بیبا کی تو دیکھئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

(پارہ۱۷،سورۃ الحج،آیت ۲۵)

ترجمہ کنزالایمان: اور جو اس میں کسی زیادتی کا ناحق ارادہ کرے ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔

حافظ محی السنۃ بغوی تفسیر معالم التنزیل میں اس آیت کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول نقل کرتے ہیں:

أن تقتل فيه من لا يقتلك أو تظلم من لا يظلمك

(مختصر تفسير البغوى المسمى بمعالم التنزيل، سورة الحج، جلد٥، صفحه ٢٤٨)

یعنی قتل کرے تو اس شخص کو جو تجھ کو نہ مارے یا ظلم کرے تو اس پر جو تجھ کو ظلم نہ کرے۔

اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے: لو أن رجلا هم بخطيئة لم تكتب عليه ما لم يعملها ، ولو أن رجلا هم بقتل رجل بمكة وهو بعدن أبين أو ببلد أخر أذاقه الله من عذاب أليم۔

(مختصر تفسير البغوى المسمى بمعالم التنزيل، سورة الحج، جلد٥، صفحه ٢٤٨)

یعنی اگر کوئی کہیں گناہ کا قصد کرے تو جب تک اس کا وقوع نہ ہوگا گناہ لکھا نہ جائے گا بخلاف اس کے کہ جو شخص مکہ میں رہتا ہو تو اس کے قتل کے قصد پر عذاب الیم چکھایا جائے گا۔

اگرچہ قصد کرنے والا عدن میں ہو یا دوسرے شہر میں اور مدینہ طیبہ کی نسبت ارشاد ہے: عَائِشَةَ هِيَ بِنْتُ سَعْدٍ قَالَتْ سَمِعْتُ سَعْدًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَكِيدُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَحَدٌ إِلَّا انْمَاعَ كَمَا يَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ

(صحيح بخارى، كتاب الحج، باب اثم من كاد أهل المدينة، جلد٦، صفحه٤٣٣،حديث ١٧٤٤)

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا نہیں دھوکا دے گا کوئی اہل مدینہ کو مگر اس طرح گھل جائے گا جس طرح پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔

علامہ ابن حجر فتح الباری میں اس حدیث کے تحت مسلم کی روایت نقل کرتے ہیں: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُرِيدُ أَحَدٌ أَهْلَ الْمَدِينَةِ بِسُوءٍ إِلَّا أَذَابَهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ ذَوْبَ الرَّصَاصِ أَوْ ذَوْبَ الْمِلْحِ فِي الْمَاءِ

(صحيح مسلم، كتاب الحج، باب فضل المدينة ودعاء النبى صلى الله عليه وسلم فيها، جلد ٧، صفحه ١٠٠، حديث ٢٤٢٦)

(فتح الباری ابن حجر، باب اثم من کاد اھل المدینۃ، جلد٤، صفحہ ٩٤)

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مدینہ والوں کو بُرائی پہنچانے کا ارادہ کرے گا پگھلائے گا اس کو حق تعالیٰ دوزخ میں مثل سیسہ کے یا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے۔

جب مکہ معظّمہ اور مدینہ طیبہ میں قتل اور برائی کے ارادہ پر یہ سزائیں ہوں تو جنھوں نے وہاں قتل عام کیا اور وہ وہ اذیتیں پہنچائیں جس سے ہزارہا لوگ جلا وطن ہو گئے ان کا کیا ٹھکانہ ہوگا۔

علاماتِ وہابیہ میں سے ایک علامت اس قوم کی یہ ہے کہ قرآن پڑھیں گے جیسا کہ کئی حدیثوں سے یہ بات معلوم ہو چکی قرآن شریف پڑھنے کا اس قوم میں اس قدر اہتمام تھا کہ دلائل الخیرات کے صدہا نسخے جلا دیئے تا کہ اس کا وقت بھی تلاوتِ قرآن ہی میں صرف ہو جیسا کہ مذکور ہے: عَنْ شَرِيكِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ كُنْتُ أَتَمَنَّى أَنْ أَلْقَى رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَسْأَلُهُ عَنِ الْخَوَارِجِ، فَلَقِيتُ أَبَا بَرْزَةَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَقُلْتُ لَهُ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْخَوَارِجَ؟ فَقَالَ نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُذُنِي، وَرَأَيْتُهُ بِعَيْنِي، أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ فَقَسَمَهُ، فَأَعْطَى مَنْ عَنْ يَمِينِهِ، وَمَنْ عَنْ شِمَالِهِ، وَلَمْ يُعْطِ مَنْ وَرَاءَهُ شَيْئًا، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ وَرَائِهِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ، مَا عَدَلْتَ فِي الْقِسْمَةِ رَجُلٌ أَسْوَدُ مَطْمُومُ الشَّعْرِ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَبْيَضَانِ، فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَضَبًا شَدِيدًا وَقَالَ وَاللَّهِ لَا تَجِدُونَ بَعْدِي رَجُلًا هُوَ أَعْدَلُ مِنِّي، ثُمَّ قَالَ يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ كَأَنَّ هَذَا مِنْهُمْ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ، لَا يَزَالُونَ يَخْرُجُونَ حَتَّى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ، وَالْخَلِيقَةِ

(سنن النسائی ، کتاب تحریم الدم، باب من شھر سیفہ ثم وضعہ فی الناس، جلد٧ ،

صفحہ ١١٩، حدیث ٤١٠٣)

(مسند البزار، مسند بریدۃ بن الحصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جلد٢، صفحہ ١٤٨، حدیث ٤٤٩٢)

یعنی سیدنا شریک بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ مجھے اس بات کی خواہش تھی کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی سے ملوں اور ان سے خوارج کے متعلق پوچھوں اتفاقاً میں نے عید کے روز حضرت ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کے کئی دوستوں کے ساتھ دیکھا میں نے دریافت کیا کیا آپ نے خارجیوں کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں میں نے اپنے کان سے سنا اور آنکھوں سے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم کی خدمت اقدس میں کچھ مال پیش کیا گیا اور آپ نے اس مال کو ان لوگوں میں تقسیم فرمادیا جو دائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے اور جو بائیں طرف بیٹھے تھے اور جو لوگ پیچھے بیٹھے تھے آپ نے انہیں کچھ عنایت نہ فرمایا ان میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اس نے کہا یا محمد! آپ نے انصاف سے تقسیم نہیں کی وہ سیاہ رنگ، سرمنڈا اور سفید کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت رنجیدہ ہوئے اور ارشاد فرمایا خدا کی قسم! تم میرے بعد مجھ سے بڑھ کر کسی شخص کو مجھ سے زیادہ انصاف کرتے ہوئے نہ دیکھو گے۔ بعدازاں ارشاد فرمایا آخری زمانے میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے گویا یہ شخص بھی انہی لوگوں میں سے ہے وہ قرآنِ مجید کی تلاوت کریں گے مگر قرآن ان کی ہنسلی کے نیچے نہ اترے گا اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ سرمنڈے ہوں گے ہمیشہ ظہور پذیر ہوتے رہیں گے حتیٰ کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا جب تمہاری ان سے ملاقات ہو تو تم انہیں قتل کرو وہ تمام مخلوق سے بدتر اور بدنفس ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ کوئی باطنی خرابی اس فرقہ میں ضرور ہے جس کی وجہ سے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر وہ دین میں نہ آئیں گے۔

نکتہ ﴾ ایک وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ حمایت توحید اور دفع شرک و بدعت کے غرور میں محبوبانِ بارگاہِ الٰہی کی نہ صرف توہین کرتے ہیں بلکہ مثل اصولِ دین کے تعلیم و تعلم میں اس کو داخل کرتے ہیں جس کی وجہ سے غیرتِ الٰہی انہیں تباہ کردیتی ہے۔ واللہ اعلم

الدرر السنیہ میں لکھا ہے ظن غالب ہے کہ محمد ابن عبدالوہاب ذوالخویصرہ تمیمی کی اولاد سے ہوگا جس کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں دی ہے: عَنْ أَبِی سَعِیدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِذُهَیْبَةٍ فَقَسَمَهَا بَیْنَ الْأَرْبَعَةِ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِیِّ ثُمَّ الْمُجَاشِعِیِّ وَعُیَیْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِیِّ وَزَیْدٍ الطَّائِیِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِی نَبْهَانَ وَعَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِیِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِی کِلَابٍ فَغَضِبَتْ قُرَیْشٌ وَالْأَنْصَارُ قَالُوا یُعْطِی صَنَادِیدَ أَهْلِ نَجْدٍ وَیَدَعُنَا قَالَ إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَیْنَیْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَیْنِ نَاتِءُ الْجَبِینِ کَثُّ اللِّحْیَةِ مَحْلُوقٌ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ یَا مُحَمَّدُ فَقَالَ مَنْ یُطِعُ اللّٰهَ إِذَا عَصَیْتُ أَیَأْمَنُنِی اللّٰهُ عَلَی أَهْلِ الْأَرْضِ فَلَا تَأْمَنُونِی فَسَأَلَهُ رَجُلٌ قَتْلَهُ أَحْسِبُهُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیدِ فَمَنَعَهُ فَلَمَّا وَلَّی قَالَ إِنَّ مِنْ ضِئْضِءِ هَذَا أَوْ فِی عَقِبِ هَذَا قَوْمًا یَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا یُجَاوِزُ

حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنْ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ لَئِنْ أَنَا أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ

(صحیح البخاری ، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللّٰہ عزوجل " وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ شَدِيدَةٍ" جلد ۱۱، صفحہ ۱۳۰، حدیث ۳۰۹۵)

یعنی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ سونا بھیجا۔آپ نے وہ چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا یعنی اقرع بن حابس حنظلی پھر مجاشعی ،عیینہ بن بدر الفزاری، زید طائی جو بعد میں بنونبھان میں شامل ہو گئے۔علقمہ بن علاثہ عامری جو پھر بنو کلاب میں جا شامل ہوئے ، کو دیا۔یہ بات قریش (مہاجرین) وانصار پر گراں گزری کہ نجد کے سرداروں کو مال دیا گیا اور ہمیں چھوڑ دیا گیا۔آپ نے فرمایا میں انہیں تالیف قلوب کے لئے دیتا ہوں۔ پھر ایک آدمی آگے بڑھا جس کی آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں، رخسار لٹکے ہوئے تھے، پیشانی آگے نکلی ہوئی، داڑھی گھنی اور سر منڈا ہوا تھا کہنے لگا اے محمد! اللہ سے ڈر۔آپ نے فرمایا اگر میں خدا کی نافرمانی کرتا ہوں تو اس کی اطاعت کون کر رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تو اہل زمین کی امانت میرے سپرد فرمائی ہے لیکن تم مجھے امین ہی نہیں سمجھتے۔ایک شخص نے اسے قتل کر دینے کی اجازت طلب کی میرا خیال ہے شاید وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے لیکن آپ نے منع فرمادیا۔جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا اس کی نسل میں یا اس کے پیچھے ایسی جماعت ہے جو قرآنِ کریم کو خوب پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے۔وہ اہل اسلام کو قتل کیا کریں گے اور بت پرستوں سے صلح رکھیں گے اگر میں ان لوگوں کو پاؤں تو قوم عاد کی طرح قتل کر دوں۔

فائدہ اس شخص کا نام ذوالخویصرہ تھا چنانچہ مسلم شریف میں ہے: أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا أَتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اعْدِلْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ قَدْ خِبْتُ وَخَسِرْتُ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِي فِيهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ

(صحیح مسلم ، کتاب الزکاۃ، باب ذکر الخوارج وصفاتهم، جلد ۵، صفحہ ۲۹۹، حدیث ۱۷۶۵)

یعنی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے

تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ تقسیم فرمارہے تھے کہ ذوالخویصرہ نامی بنوتمیم سے ایک شخص آیا اوراس نے کہا اے اللہ کے رسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم عدل کرو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے عذاب ہوا گر میں عدل نہیں کروں گا تو کون عدل کرے گا؟ اگر میں عدل نہ کروں تو تم ناکام اور نامراد ہو جاؤ۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجئے اس کی گردن اُڑادوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رہنے دو کیونکہ اس کے ایسے ساتھی ہیں جن کی نمازوں کے مقابلہ میں تم اپنی نمازوں کو حقیر سمجھو گے اوراس کے روزوں کے مقابلہ میں اپنے روزوں کو حقیر گردانو گے یہ لوگ قرآن مجید پڑھیں گے اور وہ ان کے حلقوم سے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکلتا ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہے کہ ذوالخویصرہ قبیلہ بنی تمیم سے تھا اور ابن عبدالوہاب بھی تمیمی ہے تعجب نہیں کہ اس کی نسل سے ہو اور اگر نہ بھی ہو تو ہم خاندان ہونے میں شک نہیں اور ایک علامت یہ ہے کہ سر کے بال منڈوایا کریں گے جیسا کہ کئی حدیثوں سے ابھی معلوم ہو چکا ہے۔

يخرج قوم من المشرق حلقان الرؤس ، يقرؤن القرآن لا يجاوز حناجرهم طوبى لمن قتلوه وطوبى لمن قتلهم۔(أبو نصر السجزى فى الابانة والخطيب وابن عساكر عن عمر)

(كنز العمال، جلد ١١، صفحه ٢٠٥، حديث ٣١٢٤٢)

یعنی فرمایا مشرق کی طرف سے ایک قوم نکلے گی سران کے منڈے ہوئے ہوں گے دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکلتا ہے وہ قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا خوشخبری اس کے لئے جوان کو قتل کرے یا وہ اس کو قتل کریں۔

الدرالسنیه میں بحوالہ بخاری شریف سے یہ روایت ہے: عَنْ مَعْبَدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَيَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنْ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنْ الرَّمِيَّةِ ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ حَتَّى يَعُودَ السَّهْمُ إِلَى فُوقِهِ قِيلَ مَا سِيمَاهُمْ قَالَ سِيمَاهُمْ التَّحْلِيقُ أَوْ قَالَ التَّسْبِيدُ

(صحيح البخارى، كتاب التوحيد، باب قرأة الفاجر والمنافق وأصواتهم وتلاوتهم لا تجاوز، جلد٢٣، صفحه١٠٢، حديث ٧٠٠٧)

یعنی معبد بن سیرین نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرق کی جانب سے کچھ لوگ نکلیں گے کہ وہ قرآن مجید پڑھیں گے مگر وہ اُن کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے

ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے اور پھر وہ دین میں واپس نہیں آئیں گے جب تک تیر اپنی جگہ پر واپس نہ لوٹ آئے۔ دریافت کیا گیا کہ اُن کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا اُن کی نشانی سر منڈانا ہے یا فرمایا کہ سر منڈائے رکھنا۔ پھر قول عبدالرحمٰن اہدل مفتی ربید کا نقل کیا کہ اب عبدالوہاب کے رد میں کوئی کتاب لکھنے کی ضرورت نہیں صرف یہ نشانی کافی ہے جس کی خبر مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے کہ (سر منڈوایا کریں گے) کیونکہ اس شخص نے جیسا سر منڈوانے میں اہتمام کیا تھا کسی فرقہ میں نہ ہوا اس نے دستور ٹھہرادیا تھا کہ جو شخص اپنی ملت میں داخل ہو اس کو سر منڈوانا ضروری ہے یہاں تک کہ عورتوں میں بھی یہ حکم جاری کردیا تھا۔ ایک روز کسی عورت کو سر منڈوانے کو کہا اس نے جواب دیا کہ عورتوں کے سر کے بال اور مردوں کی داڑھیاں برابر ہیں اگر مردوں کی داڑھیاں منڈوائی جائیں تو عورتوں کے سر کے بال منڈوانا بجا ہوگا یہ سن کر مبہوت (ہکابکا) ہوگیا اور کچھ جواب نہ دے سکا۔ خلاصہ یہ کہ علاماتِ مذکورہ بالا سے ثابت ہے کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرقہ وہابیہ کے نکلنے کی خبر دے دی تھی اور جو علامتیں بیان فرمائیں سب اس میں پائی گئیں اور سوائے احادیث مذکورہ بالا کے دررالسنیہ میں کئی حدیثیں ہیں جن میں علامتیں اس گروہ کی مذکور ہیں اور وہ سب ان میں پائی گئیں۔ مزید علامت فقیر کی تصنیف "وہابیوں کی نشانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی" میں ہیں۔

وھابی کی وجه تسمیه ﴾ وہابی فرقہ خوارج کی ایک شاخ ہے لیکن چونکہ نئے طور پر اس کا خروج ہوا اس لئے اس کا نام جداگانہ قرار پایا اور اس کے بانی کی طرف سے منسوب کیا گیا حق تو یہ تھا کہ اس کا نام فرقہ محمدی ہو کہ اس کا بانی محمد بن عبدالوہاب ہے مگر محتاط علماء نے جب دیکھا کہ عوام الناس ان کو ضرور گالیاں دیں گے اور اس میں توہین لفظ نام مبارک کی ہوگی اس لئے محمد ابن عبدالوہاب کے نام سے جزو دوم کی طرف منسوب کر کے باختصار لفظ وہابی مقرر کیا۔

تعارف محمد بن عبدالوهاب ﴾ محمد ابن عبدالوہاب کا مجملاً حال یہ ہے ۱۱۱۱ھ (گیارہ سو گیارہ) میں وہ پیدا ہوا اور بعد کسی قدر تحصیل علم کے ۱۱۴۳ھ (گیارہ سو تینتالیس) میں اپنے خیالاتِ فاسد کو رواج دینے کے واسطے نجد میں گیا۔ پہلے صرف اس بات پر زور دیا کہ اس زمانہ میں شرک ہر طرف پھیل گیا ہے اور اسلام کی حالت روز بروز گھٹتی جارہی ہے اس وقت ہر مسلمان پر واجب ہے کہ توحید کو رواج دینے اور شرک کو مٹانے کی فکر کرے چونکہ یہ دعویٰ قابل تسلیم تھا لوگ اس کے فریب میں پھنسنے لگے۔ چنانچہ ۱۱۵۰ھ (گیارہ سو پچاس) میں اس کی شہرت ہوئی اور درعیہ اور اس کے اطراف کے لوگ اس کے تابع ہوگئے اور روز بروز ترقی ہونے لگی جب کسی قدر مجمع ہوگیا جہاد پر آمادہ ہوا اور اپنے ہوا خواہوں کو جمع کر کے لیکچر دیا کہ سوائے اس خطرہ کے اس وقت کُل روئے زمین پر شرک پھیلا ہوا ہے اور سوائے تم چند شخصوں کے جتنے

لوگ آسمان کے تلے ہیں سب مشرک ہیں اب ہم کو ضروری ہے کہ جہاد کر کے قتل کریں تمہیں یاد رہے جو کوئی مشرک کو قتل کرتا ہے اس کے لئے جنت ہے پھر سب سے بیعت لے کر جہاد کا حکم دیا۔ یہ فتنہ ایک مدت تک رہا اس قوم نے ہزار ہا مسلمانوں کو شہید اور جلا وطن کر دیا اور حرمین شریفین پر قبضہ کر کے کئی سال بالاستقلال حکمرانی کی آخر ۱۲۲۷ھ (بارہ سو ستائیس) میں بحکم سلطان محمود حرمین وغیرہ سے نکالے گئے۔ مادہ تاریخ ان کے اخراج کا قطعی ''دابر الخوارج'' ۱۲۲۷ھ ہے۔ اس فتنہ کی کسی قدر تفصیل اور حال ان مصیبتوں کا جو اہل حرمین شریفین پر گزریں ''فتنہ نجد وحجاز'' میں پڑھئے۔ مختصراً مولوی بہاء الحق قاسمی امرتسری کے رسالہ ''نجدی تحریک پر ایک نظر'' پڑھئے اس میں نجدی تحریک کا مختصر سا خاکہ پیش کیا ہے جو اہل انصاف کے لئے کافی ہے۔

رسالہ
نجدی تحریک پر ایک نظر

جس میں شیخ نجدی محمد بن عبدالوہاب آنجہانی کے متعلق علمائے کرام کے خیالات اور وہابی تحریک کے مذہبی وسیاسی مفاسد ونقصانات مندرج ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للّٰہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علیٰ رسولہ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہٖ واصحابہ الطیبین الطاھرین

امابعد! مکہ معظمہ اور طائف شریف پر نجدیوں کا قبضہ کیا ہوا گویا ایک خوابیدہ فتنہ تازہ ہو گیا۔ دبی ہوئی چنگاریوں سے پھر ایک دفعہ شعلے اور شرارے اُٹھنے لگے بحث ومباحثہ بلکہ سلسلہ مناقشات کا دروازہ مفتوح ہو گیا۔ نجدیوں کی تائید وتردید میں کتابوں، رسالوں، اخباروں اور اشتہاروں کا تانتا بندھ گیا۔ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ سلسلہ کہاں اور کب ختم ہو گا؟ میں بھی اس اثناء میں ایک مختصر سا ٹریکٹ لکھ چکا ہوں جس میں نجدیوں کی اسلام کش حکمت عملی اور نصاریٰ پرستی کے چند واقعات لکھنے کے بعد ان کے ناقابل برداشت مذہبی تشدد کے بعض ثبوت پیش کئے ہیں۔ یہ ٹریکٹ بہت سے حامیانِ نجدیہ کی خدمت میں بھی ارسال کیا تھا مگر اس وقت تک اس پر کسی صاحب کا مدلل تبصرہ نظر سے نہیں گزرا۔

چند روز گزرے کہ رسالہ ''تحریک وہابیت پر ایک نظر'' شائع ہوا جو مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر ''اہلحدیث'' امرتسر وناظم اعلیٰ اہلحدیث کانفرنس دہلی وسردار غیر مقلدین پنجاب کی تالیفات سے ہے۔ اس رسالہ کی مدت سے دھوم تھی مگر جب

میں نے اس کو پڑھا اور اس کے مؤلف کی ذمہ داری کا تصور کا بھی آیا تو میں سچ عرض کرتا ہوں کہ بے ساختہ میری زبان سے نکل گیا

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا　　　جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ﴿ اس رسالہ میں ''وہابی تحریک'' کی حقانیت پر قرآن وحدیث یا اجماع اُمت سے بحث نہیں کی گئی بلکہ اس تحریک کے حق وصداقت پر دو تین انگریزوں اور یورپین عیسائیوں کی آراء نقل کی گئی ہیں حالانکہ ہم پہلے سے اس کے قائل ہیں کہ نجدی انگریزوں اور نصرانیوں کے ممدوح ہیں۔ وہ وقت آنے والا ہے کہ آپ اس امر کا اقرار کرنے پر مجبور ہوں گے کہ نجدی انگریزوں کے صرف ممدوح ہی نہیں بلکہ دامِ افتادہ غلام بھی ہیں اگرچہ آج کل آپ کو اس سے انکار ہے مگر بتدریج آپ اس لائن پر آجائیں گے۔

اس لئے وصل کا انکار ہے ہم جان گئے　　　طعنہ سمجھے کوئی کیا جلد کہا مان گئے

ہاں اس کے ساتھ آپ نے مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی اور خواجہ حسن نظامی دہلوی کی بعض تحریریں نقل کر کے مسلمانوں کو دانستہ غلط فہمی میں ڈالنا چاہا ہے۔

آپ لکھتے ہیں کہ علمائے اہل سنت میں سے ڈیڑھ گروہ کو شیخ مذکور (ابن عبدالوہاب نجدی آنجہانی) کے حق میں حسن ظن ہے اور نصف گروہ بلکہ بدگو جس کو دوسرے لفظوں میں یہ سمجھنا چاہیے کہ امت مسلمہ میں سے اکثر علماء شیخ موصوف کو ممدوح جانتے ہیں اور نصف گروہ ان کو مذموم کہتے ہیں۔ (صفحہ ۳)

حالانکہ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کو آخر عمر تک نجدیوں سے حسن ظن تھا اور خواجہ حسن نظامی واقعی یہ سچے دل سے کہہ رہے ہیں کہ وہابی تحریک اصول کے لحاظ سے بری تحریک نہیں تو پھر بھی ان دو ذاتی اور انفرادی آراء کو تمام مسلمانوں کے سر تھوپ دینا حقیقت سے منہ چرانا ہے۔

خواجہ حسن نظامی ﴿ ان کی رائے پر مولوی ثناء اللہ صاحب کو بڑا ناز ہے باوجودیکہ مذہبی مسائل میں خواجہ صاحب کی فاش اور سنگین غلطیاں اور ان کی تلون مزاجی آپ سے پوشیدہ نہیں ان کا مسلک تو یہ ہے کہ

شیخ بھی خوش رہے شیطان بھی بیزار نہ ہو

دیکھ لیجئے! اسی رسالہ پر ''نادان وہابی'' میں جس کا آپ حوالہ دیتے ہیں خواجہ صاحب نے جہاں ''وہابیت'' پر خوب پھبتیاں اُڑائی ہیں اور یہ لکھا ہے کہ ''میں وہابی تحریک کا پورا مخالف ہوں'' وہاں یہ بھی کہتے ہیں کہ ''وہابی تحریک اسلام اور

مسلمانوں میں نیا جوش پیدا کرنے والی'' اگر وہابی تحریک کے متعلق ان کی آخری رائے واقعی ان کی اصلی رائے ہے تو پھر اس پر پھبتیاں اُڑانا اور اس کا مخالف ہونا کہاں کی عقل مندی ہے؟

ہاں جناب! یہ وہی خواجہ صاحب ہیں جو سکھ تحریک کو بھی مذہبی رنگ میں اچھا سمجھتے، حنفی کہلا کر مریدوں سے سجدہ کراتے بلکہ اس کو سنت انبیاء جانتے ہیں اور دعویٰ اہل سنت کے باوجود اپنی بعض تحریروں میں ''رافضیت'' کی فی الجملہ حمایت کر چکے ہیں۔ پس اگر کوئی سکھ یا رافضی یا غیر اللہ کو سجدہ کرنے والا خوجاہ کے ان اقوال وافعال کو تمام مسلمانوں کے ذمہ تھوپنا چاہے تو جو جواب آپ اس کو دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے بھی ہوگا۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی ایک عبارت کو مولوی ثناء اللہ صاحب ہمیشہ چٹخارے لے لے کر بیان کیا کرتے ہیں اور اب بھی اسی کو پیش کیا ہے حالانکہ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ آپ کو آخر عمر تک نجدیوں سے حسن ظن تھا بلکہ اسی ''فتاویٰ رشیدیہ'' میں جس کی عبارت آپ نقل کر رہے ہیں ایک سوال کے جواب میں مولانا نے فرمایا ہے کہ ''محمد بن عبدالوہاب کے عقائد کا مجھ کو حال معلوم نہیں'' (فتاویٰ رشیدیہ، جلد اول، صفحہ ۶۴)

اب مولوی ثناء اللہ صاحب ہی انصاف سے بتائیں کہ آپ کا پیش کردہ حوالہ ایک طرف ہے اور دوسری جانب مندرجہ بالا عبارت۔ ان میں تطبیق کی بجز اس کے اور کیا صورت ہو سکتی ہے کہ کسی شخص نے مولانا کو نجدیوں کے ''مناقب'' سنائے ہوں گے اور آپ نے رقت قلبی کے باعث اس پر اعتبار کر لیا ہوگا۔ اس کے بعد ان ''مناقب'' کی تغلیط (تردید) سن کر سکوت ہی کو مناسب سمجھا اور اس طرح "لاادری" کہہ کر گویا آپ نے اپنی سماعی رائے پر قلم کھینچ دیا۔

ایک نظیر ﴾ میں کہتا ہوں کہ جس طرح آپ ایک عبارت کو لے اُڑے ہیں اگر اسی طرح کوئی مرزائی مولانا کے ان ابتدائی خیالات کو پیش کرے جو مرزا قادیانی کے ساتھ حسن ظن پر مشتمل تھے تو آپ کیا جواب دیں گے یہی نہ کہ آخری خیالات پیش کرو پس آپ سے میرا بھی یہی مطالبہ ہے۔

بس تنگ نہ کرائے ناصح وواعظ مجھے اتنا — یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

علمائے دیوبند اور محمد بن عبدالوهاب نجدی ﴾ اگر محمد بن عبدالوہاب اور اس کی ذریت کے متعلق مولانا گنگوہی کی آخری رائے یہی ہوتی جو آپ بیان کر رہے ہیں تو ان کے تلامذہ، احباب اور معتقدین بھی ان کے ہم خیال ہوتے مگر آئیے! میں آپ کو بتاؤں کہ تمام اکابر علمائے دیوبند کی متفقہ رائے کیا ہے؟

ہندوستان کے بعض علماء نے جب مشہور کیا کہ دیوبندی محمد بن عبدالوہاب نجدی کے ہم عقیدہ اور اس کے پیرو (اور اس کا مدار

غالبًا اسی عبارت پر ہوگا جو مولوی ثناء اللہ صاحب نے نقل کی ہے) تو مدینہ طیبہ کے عالم مولانا خلیل احمد صاحب دیوبندی سہارنپوری سے چند سوالات کا جواب طلب کیا۔ مولانا موصوف نے ان سوالات کا مفصل جواب لکھا۔ ان تمام جوابات کے ساتھ مکہ معظّمہ، مدینہ منورہ، دمشق اور جامعۃ الازہر مصر کے ۴۴ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی جلیل القدر علمائے کرام نے بھی اتفاق فرمایا اور آخر مولانا خلیل احمد صاحب نے ان تمام سوالات و جوابات اور مواہیر و تصدیقات کو کتابی صورت میں شائع کر دیا جس کا نام ہے "التصدیقات لدفع التلبیسات المهند علی المفند" ان سوالات و جوابات میں سے ایک سوال و جواب کی عبارت ذیل میں نقل کرتا ہوں۔

سوال ﴾ محمد بن عبدالوہاب نجدی حلال سمجھتا ہے مسلمانوں کے خون اور ان کے مال و آبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا ہے شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟

جواب ﴾ ہمارے نزدیک ان کا وہی حکم ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے کہ خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے اس تاویل سے یہ لوگ ہمارے جان اور مال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں۔

آگے فرماتے ہیں کہ ان کا حکم باغیوں کا ہے پھر یہ بھی فرمایا کہ ہم ان کی تکفیر صرف اس لئے نہیں کرتے کہ یہ فعل تاویل سے ہے اگرچہ باطل ہی سہی اور علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب (غلبہ پانے والے) ہوئے۔ اپنے کو حنبلی بتاتے تھے لیکن ان کا عقیدہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بناء پر انہوں نے اہل سنت اور علمائے اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی۔ (التصدیقات، صفحہ ۱۳، ۱۴)

دیکھئے! مولانا خلیل احمد صاحب نے صاف لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک محمد بن عبدالوہاب کا وہی حکم جو خارجیوں کا اس کے ساتھ آپ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول بھی نقل کر رہے ہیں کہ ابن عبدالوہاب اور اس کے پیرو اہل سنت اور علمائے اہل سنت کو مشرک سمجھ کر قتل کرنا بھی جائز سمجھتے ہیں اور کتاب کے جملہ مضامین کی تائید میں علمائے دیوبند کے علاوہ مکہ معظّمہ، مدینہ شریف، دمشق اور جامعۃ الازہر کے علمائے کرام کی تصدیقات و تقریظات بھی مندرج ہیں۔

ان کے علاوہ حنفی مذہب کے ایک سربرآوردہ فقیہ حضرت علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی محمد بن عبدالوہاب نجدی آنجہانی اور اس کے متبعین کی مذمت بیان فرماتے ہیں۔ دوسری طرف حضرات شافعیہ کے مقتدر مفتی شیخ الاسلام مولانا سید احمد بن

زینی دحلان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نجدیوں کی تردید میں متعدد کتابیں لکھی ہیں۔ شیخ الاسلام موصوف وہی بزرگ ہیں جنکی شاگردی اور آپ سے اخذ سند وحصول اجازت کا فخر ہندوستان کے بہت سے علماء کو حاصل ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا عبدالحیٰ صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مولانا خلیل احمد صاحب موصوف بھی اسی زمرہ میں داخل ہیں۔

کیا اب بھی مولوی ثناء اللہ صاحب یہ کہنے کی جرأت کریں گے کہ ''اکثر علماء اہل سنت محمد بن عبدالوہاب نجدی کو ممدوح جانتے ہیں۔''

مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا — درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے

وہابی تحریک کے متعلق جو آرائیں پیش کی گئی ہیں ان کا اگرچہ میں نے جواب دے دیا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ زید وعمرو وبکر کی آراء اس تحریک کے حسن وقبح پر روشنی نہیں ڈال سکتیں جبکہ خود اس تحریک کے ثمرات ہی اس کی حقیقت کو واضح کر سکتے ہیں۔ میں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ وہابی تحریک کا ثمرہ کافر سازی، مشرک گری، اسلامی سلطنتوں کی تباہی وبربادی، مقاماتِ مقدسہ کی توہین اور نصاریٰ کی غلامی کے سوا کچھ نہیں۔ اس کے ثمرات کا مختصر تذکرہ ملاحظہ ہو۔

﴿نجدی تحریک کے ثمرات﴾

پہلا ثمرہ

کافرسازی اور مشرک گری﴾ عبدالعزیز ابن سعود موجودہ امیر نجد نے مکہ معظّمہ پر قابض ہو کر اپنے عقائد کی اشاعت کے سلسلہ میں سب سے پہلے جو کتاب شائع کروا کر مفت تقسیم کی وہ مجموعۃ التوحید ہے۔ اس کے متعدد مقامات میں اچھے خاصے مسلمانوں کو کافر، مشرک، بدعتی اور خدا جانے کیا کیا بنایا گیا ہے۔ نمونہ کے طور پر صرف ایک عبارت مع ترجمہ ہدیہ ناظرین ہے۔

إن أعداء اللّٰه لهم اعتراضات كثيرة على دين الرسل، يصدون بها الناس عنه، منها قولهم :نحن لا نشرك باللّٰه، بل نشهد أنه لا يخلق، ولا يرزق ولا ينفع، ولا يضر إلا اللّٰه وحده لا شريك له .وأن محمداً صلى اللّٰه عليه وسلم لا يملك لنفسه نفعاً، ولا ضراً، فضلاً عن عبد القادر أو غيره، ولكن أنا مذنب والصالحون لهم جاه عند الله وأطلب من اللّٰه بهم فجوابه هو أن الذين قاتلهم رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مقرّون بما ذكرت، ومقرّون أن أوثانهم لا تدبر شيئاً وإنما أرادوا الجاه، والشفاعة

(مجموعة التوحيد ، صفحه ٥٦ مطبوعه ام القرىٰ مكه معظمه ، بحكم ابن سعود)

(دعاوى المناوئين لدعوة الشيخ محمد بن عبدالوهاب، باب الثانى ، فصل الرد والمناقشة،

جلد ١ ،صفحه ٣٤٤)

یعنی دشمنانِ خدا کے بہت سے اعتراضات ہیں جن سے وہ لوگوں کو بہکاتے ہیں۔ ان کا ایک اعتراض یہ ہے کہ ہم خدا کے ساتھ شریک نہیں کرتے بلکہ گواہی دیتے ہیں کہ خدا کے سوا پیدا کرنے، نفع اور نقصان پہنچانے والا کوئی نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نفع اور نقصان کے مالک نہیں ہے چہ جائیکہ (حضرت شیخ) عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے لئے یہ وصف ثابت ہو لیکن چونکہ میں گنہگار رہوں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک صلحاء کا بڑا مرتبہ ہے اس لئے ان کے طفیل سے خدا سے حاجات طلب کرتا ہوں۔ بس تو اس اعتراض کا جواب یہ دے جو گزر چکا کہ اے معترض جس کا تو نے ذکر کیا اس کا وہ لوگ (مشرک) بھی اقرار کرتے تھے جن کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کیا تھا وہ اقرار کرتے تھے کہ ان کے بت کسی چیز کے مدبر نہیں ہیں اور وہ (تیری طرح) جاہ وشفاعت ہی کا ارادہ رکھتے تھے۔
اس عبارت میں اس مسلمان کو مشرکین عبارت سے شمار کیا گیا ہے جو پکار پکار کر توحید کا اقرار کر رہا ہے اس کو فقط اس بناء پر گردن زنی قرار دیا گیا کہ وہ کیوں خدا سے صلحاء کا واسطہ دے کر حاجات طلب کرتا ہے؟ کہو! نجدیوں کی حمایت کرنے والو! اب بھی وہابیوں کی کافر سازی اور مشرک گری میں کچھ شک ہے؟

﴿کتب درود شریف کا تلف کیا جانا﴾

دوسرا ثمرہ ﴾ اس سعود مذکور کے حکم سے ایک اور کتاب چھپ کر مفت تقسیم ہوئی ہے جس کا نام ہے "الھدیة السنیة" اس میں لکھا ہے: ولا نأمر بإتلاف شيء من المؤلفات أصلاً إلا ما توقع الناس في الكفر كروض الرياحين أو يحصل بسببه خلل في العقائد كعلوم المنطق فإنه قد حرمه كثير من العلماء على أنا لا نفحص على مثل ذلك و كالدلائل۔

(الهدية السنية ،صفحه ٤٥، ٤٦ مطبوعه المنار مصر) (حوارمع الصوفية ، صفحه ٣٧)

(صيانة الانسان عن وسوسة الشيخ دحلان، صفحه ٤٩٤)

خلاصہ مطلب ﴾ ہم کسی کتاب کے تلف کرنے کا ہرگز حکم نہیں دیتے مگر ہاں ہم اس کتاب کو تلف کرا دیتے ہیں جس میں ایسے مضامین ہوں جو لوگوں کو شرک میں مبتلا کریں یا ان کے سبب سے عقائد میں خلل آتا ہو جیسے روض الریاحین، کتب منطق اور دلائل الخیرات (یعنی ان کو تلف کرا دیا جاتا)۔
دیکھئے! دلائل الخیرات شریف کو تلف کرنے کا صاف اعتراف ہے اس بہانہ سے کہ اس میں معاذ اللہ مشرکانہ کلمات ہیں حالانکہ یہ وہ پاکیزہ بابرکت کتاب ہے کہ جس میں اول سے آخر تک کلماتِ درود شریف کے علاوہ توحید عشق الٰہی اور محبت

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ولولہ انگیز درس موجود ہے۔ اسی وجہ سے ہزاروں علماء صلحاء اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اس مقدس کتاب کو حرزِ جان بنائے رہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب دیوبند سے حسنِ ظن کا اظہار کیا کرتے ہیں آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ دلائل الخیرات کا وظیفہ دیوبندی علماء کی معمولات سے ہے۔

(کتاب سفرنامہ شیخ الہند، صفحہ ۹۸، التصدیقات، صفحہ ۱۱)

کیا مولوی ثناء اللہ صاحب نجدیوں کی ''شرک بازی'' کے طوفان بےتمیزی سے علماء دیوبند کو بچانے کی کوشش فرمائیں گے؟ (دیدبایدِ)

﴾گستاخی اور بے ادبی﴿

تیسرا ثمرہ﴾ مقاماتِ مقدسہ کے ساتھ نجدیوں کی گستاخی مشہور ہے۔ نعت خوانانِ نجدیہ اگرچہ اس سے انکار ہیں مگر کب تک؟ کتاب ''حیاتِ طیبہ'' (جو مولوی ثناء اللہ صاحب کے دفتر میں فروخت ہوتی ہے) اگرچہ نجدیوں کی خوب تعریف کی گئی ہے مگر بعض مقامات پر حقیقت کا اعتراف کرنا پڑا ہے اس میں لکھا ہے کہ

''۱۸۰۳ء کے اختتام پر مدینہ بھی سعد کے قبضہ میں آ گیا۔ مدینہ پر قبضہ کرنے کے بعد اس کے مذہبی جوش میں یہاں تک اُبال آیا کہ اس نے اور مقبروں سے گزر کر خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کو بھی نہ چھوڑا۔ آپ کے مزار کی جواہر نگار چھت کو برباد کیا اور اس چادر کو اُٹھا دیا جو آپ کی قبر مقدس پر پڑی تھی۔'' (صفحہ ۲۰۹)

﴾اسلامی سلطنتوں کی مخالفت اور ان کی تباہی وبربادی﴿

چوتھا ثمرہ﴾ وہابی فرقہ جب سے عالم وجود میں آیا ہے اسلامی بادشاہوں سے برابر لڑتا رہا۔ اس فرقہ نے ترکی سلطنت کو مٹانے کی ہمیشہ کوشش کی بنظر اختصار چند ثبوت عرض کرتا ہوں۔

(۱) کتاب مذکور حیاتِ طیبہ میں لکھا ہے کہ عبدالعزیز کے بعد اس کا بڑا بیٹا سعد اپنے باپ سے زیادہ پرجوش نکلا اس نے اور بھی فتوحات کو وسعت دی اور ترکی سلطنت کی بنیادوں کو ہلا دیا۔ (صفحہ ۲۰۸)

پھر اسی کتاب کے اسی صفحہ میں ہے سعد نے بیس ہزار فوج سے سلیمان پاشا سے مختلف جنگوں میں پے در پے فتوحات حاصل کیں اور اس کے آگے تُرکوں کی ملکی اسپرٹ کی دال نہ گلی۔

(۲) یہ تو خود ترکی سلطنت کے ساتھ نجدیوں کا سلوک تھا۔ ترکوں کے نہایت گہرے دوست ابن رشید امیر حائل مرحوم اور ان کے خاندان پر نجدی ظالموں نے انگریزوں کی طرفداری میں جو مظالم توڑے اس کی مختصر عالی جناب ظفر علی خان

صاحب ایڈیٹر زمیندار کی زبانی سناتا ہوں۔ ایڈیٹر صاحب موصوف نے اپنے اخبار میں ایک مضمون لکھا تھا جس کا عنوان ہے ہمارے قبلہ کو وہابیوں نے لوٹ لیا جس کو مندرجہ ذیل سطور سے شروع کیا گیا تھا۔

''وسط عرب میں ہائل ایک زبردست امارت ہے جس کے فرزند امیر ابن رشید کے قتل کی افسوسناک خبر پچھلے دنوں بعض انگریزی اخباروں میں چھپی تھی ''لندن ٹائمز'' اپنے ۱۰ مئی کی اشاعت میں امیر غفور کے واقعہ قتل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ دورانِ جنگ میں ابن رشید ترکوں کا حلیف تھا اور ابن سعود جو وہابیہ کے امیر ہیں دولِ متحدہ کی طرفداری میں اس سے برسرِ پیکار تھے۔ ابن رشید کا خاندان کئی نسلوں سے قاتل کے خنجر کا شکار ہوتا چلا آیا ہے اور شاید بجز ایک طفل شیرخوار کے ابن رشید کی نسل بالکل ہی مٹ گئی ہے'' (زمیندار ۱۲ جون ۱۹۲۰ء)

(۳) آج مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کے ''یارانِ طریقت'' نہایت بلند آہنگی سے یہ دعوے کر رہے ہیں کہ دورانِ جنگ عظیم میں نجدیوں نے ترکوں کی ہرگز مخالفت نہیں کی حالانکہ آپ اس سے پہلے نجدیوں کی مخالفت کا اقرار کر چکے ہیں۔ مولوی صاحب موصوف کے ایک مضمون مندرجہ ''زمیندار'' کا حسب ذیل اقتباس ملاحظہ فرمائیے جو انہوں نے ایڈیٹر ''زمیندار'' کے مذکورہ بالا مضمون کے اس حصہ کی تردید میں لکھا تھا جہاں ایڈیٹر صاحب نے ہندوستانی غیر مقلدوں کو ''وہابی'' کہا تھا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کہتے ہیں کہ ''اس خلافِ واقعہ الزام لگانے میں ان کی دو غرضیں تھیں ایک مذہبی کہ یہ لوگ (اہلحدیث) باوجود دعویٰ ترک تقلید کے عبدالوہاب نجدی کے مقلد ہیں دوسری پولیٹیکل غرض تھی کہ گورنمنٹ کے مخالف ہیں اس لئے اعیانِ اہلحدیث نے اس الزام کو دور کرنے میں مقدور کوشش کی جس میں وہ بحمد للہ کامیاب ہوگئے۔

(زمیندار صفحہ ۵ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۲۰ء)

آج ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جنگ عظیم میں نجدیوں نے ترکوں کی مخالفت کر کے ان کو نقصان [۱] پہنچایا تھا تو ہمارا گلا دبانے کی کوشش کی جاتی ہے حالانکہ ہم آپ کے پہلے اقوال کی تائید کر رہے ہیں

گل و گلچیں کا گلہ بلبل خوش لہجہ نہ کر | تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث

[۱] یہ مضمون ذرا طویل ہے عدم گنجائش کے باعث نہیں ہوسکتا۔ ایڈیٹر صاحب نے اسی مضمون میں لکھا تھا کہ وہابی صلیب کی لڑائیاں لڑتے ہیں اور یہ کہ وہابیت کذب بغاوت اور سرکشی (نافرمانی) کے مترادف ہے۔ ۱۲ منہ

﴿جزیرۃ العرب پر نصاریٰ کا قبضہ واقتدار﴾

پانچواں ثمرہ ﴾ کہا جاتا ہے کہ ابن سعود نے حجاز میں داخل ہو کر اس کو غیر مسلم اقتدار سے پاک کر دیا ہے حالانکہ یہ واقعات کے خلاف ہے اگر اس کے جنگ وجدل کا داعی یہی جذبہ ہوتا تو عقبہ ومعان پر انگریزوں کے قبضہ کو کبھی گوارا نہ

کرتا۔شریف حسین غدار ہونے کے باوجود اس قبضہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر چکا ہے۔

(سیاست ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

لیکن ابن سعود نے کیا کیا؟ اس کو روشنی میں لانے کے لئے معزز روزنامہ سیاست لاہور کا ایک اقتباس نقل کرتا ہوں۔
ابن سعود کے اخبار ''ام القریٰ'' نے عقبہ اور معان پر انگریزی تصرف سے قبل ابن سعود سے مل کر دریافت کیا کہ عقبہ اور معان کی طرف جو فوج جانے والی تھی وہ کیوں روک دی گئی ہے؟ ابن سعود نے کہا ہمیں علم ہے کہ چند روز میں شریفی فوجیں عقبہ اور معان سے نکل جائیں گی۔مولانا محمد علی اگر چاہیں تو ''ام القریٰ'' کی یہ تحریر ان کی خدمت میں بھیجی جاسکتی ہے۔ذرا ابن سعود کے الفاظ پر غور کیجئے کیا یہ الفاظ معنی خیز نہیں؟ کیا ان سے ثابت نہیں ہوتا کہ ابن سعود کو علم تھا کہ انگریز عقبہ اور معان پر قبضہ کرنے والے ہیں غرضیکہ عقبہ اور معان پر انگریزوں کا قبضہ ہوا اور ابن سعود کی مرضی سے ہوا اور اس کی وجہ سے اس کو مدینہ منورہ پر فوج کشی کا موقع ملا اور اگر ابن سعود اس ناپاک سازش میں انگریزوں کے ساتھ شامل نہ ہوتا تو انگریز مجبور ہوتے کہ عقبہ اور معان کو نجدی افواج سے بچانے کے لئے شریف کی مدد کریں ورنہ فلسطین کا امن مخدوش ہو جاتا۔(سیاست بابت ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۵ء)
اس مضمون کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ابن سعود نے اس وقت تک اس قبضہ کے خلاف کوئی عملی کاروائی نہیں کی اگر اس کا یہی مطمع نظر ہوتا کہ حجاز غیر مسلم اثر سے پاک ہو جائے تو سب سے پہلے مدینہ شریف پر چڑھائی کرنے کے بجائے عقبہ اور معان پر انگریزوں سے لڑتا لیکن واقعہ یہ ہے کہ انگریزوں کے اس ناجائز قبضہ کے خلاف اس کی پیشانی پر ابھی تک بل بھی نہیں پڑا۔پھر یہ کیونکر تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ ابن سعود حجاز کو غیر مسلم اقتدار سے پاک کر رہا ہے؟

اور امتحاں بغیر تو یہ آپ کا رفیق　　قائل نہیں بھائی کسی شیخ وشاب (بوڑھے اور جوان) کا

﴿نصاریٰ کی ابدی غلامی﴾

چھٹا ثمرہ ﴾شریف حسین اور امیر علی کے قبضہ حجاز کو اس لئے گوارا نہیں کیا جاتا کہ وہ انگریزوں کے پٹھو اور زیر اقتدار ہیں مگر ابن سعود اور اس کی حکومت انگریزوں کے اس قدر بے بس غلام ہیں کہ شریفی خاندان کی غلامی کو نسبتاً آزادی سے تعبیر کرنا چاہیے چنانچہ وہ معاہدہ اس کا ناقابل تردید ثبوت ہے جو ۱۹۱۵ء میں انگریزوں اور نجدیوں کے مابین ہوا اور جس کی تصدیق ۱۹۲۰ء میں ہوئی تھی۔وہ معاہدہ یہ ہے

﴿ابن سعود اور انگریزوں کا معاهده﴾

دفعہ اول ﴾حکومت برطانیہ اعتراف کرتی ہے اور اس کو اس امر کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے کہ علاقہ جات نجد،احساء،قطیف،جبیل اور خلیج فارس کے ملحقہ مقامات جن کی حد بندی بعد کو ہوگی یہ سلطان بن ابن سعود کے علاقہ جات

ہیں اور برطانیہ اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ ان مقامات کا مستقل حاکم سلطان مذکور اور اس کے اجداد ہیں۔ ان کو ان ممالک اور قبائل پر خود مختار حکومت حاصل ہے اور اس کے بعد ان کے لڑکے اس کے صحیح وارث ہوں گے لیکن ان ورثاء میں سے کسی ایک کی سلطنت کے انتخاب وتقرر کے لئے یہ شرط ہوگی کہ وہ شخص سلطنت برطانیہ کا مخالف نہ ہو اور شرائط مندرجہ معاہدہ ہٰذا کے بھی خلاف نہ ہو۔

دفعہ دوم ﴿ اگر کوئی اجنبی طاقت سلطان ابن سعود اور اس کے ورثاء کے ممالک پر حکومت برطانیہ سے مشورہ کئے بغیر یا اس کو ابن سعود کے ساتھ مشورہ کرنے کی فرصت دیئے بغیر حملہ آور ہوئی تو حکومت برطانیہ ابن سعود سے مشورہ کر کے حملہ آور حکومت کے خلاف ابن سعود کو امداد دے گی اور اپنے حالات کو ملحوظ رکھ کر ایسی تدابیر اختیار کرے گی جن سے ابن سعود کے اغراض ومقاصد اور اس کے ممالک کی بہبود محفوظ رہ سکے۔

دفعہ سوم ﴿ ابن سعود اس معاہدہ پر راضی ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ

(۱) وہ کسی غیر قوم یا کسی سلطنت کے ساتھ کسی قسم کی گفتگو یا سمجھوتہ اور معاہدہ کرنے سے پرہیز کرے گا۔

(۲) ممالک مذکورہ بالا کے متعلق اگر کوئی سلطنت دخل دے گی تو ابن سعود فوراً برطانیہ کو اس امر کی اطلاع دے گا۔

دفعہ چھارم ﴿ ابن سعود عہد کرتا ہے کہ وہ اس عہد سے پھرے گا نہیں اور وہ ممالک مذکورہ یا اس کے کسی دوسرے حصہ کو حکومت برطانیہ سے مشورہ کئے بغیر بیچنے، رہن رکھنے، متاجری یا کسی قسم کے تصرف کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔ اس کو اس امر کا اختیار نہ ہوگا کہ کسی حکومت یا کسی حکومت کی رعایا کو برطانیہ کی مرضی کے خلاف ممالک مذکورہ بالا میں کوئی رعایت دے۔ ابن سعود وعدہ کرتا ہے کہ وہ حکومت برطانیہ کے ارشاد کی تعمیل کرے گا اور اس میں اس امر کی قید نہیں ہے کہ وہ ارشاد اس کے مفاد کے خلاف ہو یا موافق۔

دفعہ پنجم ﴿ ابن سعود عہد کرتا ہے کہ مقاماتِ مقدسہ کے لئے جو راستے اس کی سلطنت سے ہو کر گزرتے ہیں وہ باقی رہیں گے اور ابن سعود حجاج کی آمد و رفت کے زمانے میں ان کی حفاظت کرے گا۔

دفعہ ششم ﴿ ابن سعود اپنے پیشتر سلاطین نجد کی طرح عہد کرتا ہے کہ وہ علاقہ جات کویت، بحرین، علاقہ جات رؤساء (شیوخ) عرب عُمان کے ان ساحلی علاقہ جات اور دیگر ملحقہ مقامات کے متعلق جو برطانوی حمایت میں ہیں کسی قسم کی مداخلت نہیں کرے گا۔ ان پالیسیوں کی حد بندی بعد کو ہوگی جو برطانیہ سے معاہدہ کر چکی ہیں۔

دفعہ ھفتم ﴿ اس کے علاوہ حکومت برطانیہ اور ابن سعود اس امر پر راضی ہیں کہ طرفین کے بقیہ باہمی معاملات

کے لئے ایک اور مفصل عہد نامہ مرتب و منظور کیا جائے گا۔

مورخہ ۱۸ صفر ۱۳۳۴ھ　　　۲۶ نومبر ۱۹۱۵ء

مہر و دستخط　　　عبدالعزیز السعود

دستخط: بی ریڈ کاکس وکیل معاہدہ ہذا و نمائندہ برطانیہ خلیج فارس

دستخط: چیسفورڈ نائب ملک معظم و وائسرائے ہند

یہ معاہدہ وائسرائے ہند کی طرف سے گورنمنٹ آف انڈیا بمقام شملہ ۱۸ مئی ۱۹۱۶ء کو تصدیق ہو چکا ہے۔

دستخط: اے۔ ایچ۔ گرانٹ سیکریٹری حکومت ہند شعبہ خارجیہ سیاسیات

آخری گزارش ﴾ قارئین کرام! اب آپ ہی بتائیں کہ ابن سعود کی غلامی، بےبسی اور بیچارگی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوگا اور اس کے قبضہ حجاز کو غیر مسلم اقتدار سے پاک کرنے کا مترادف بتانا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ کہا جاتا ہے کہ یہ معاہدہ منسوخ ہو چکا ہے مگر کیا اس معاہدے کے منسوخ ہونے کے ثبوت میں کوئی معتبر اور قابل وثوق تحریر پیش کی جا سکتی ہے؟ (ہرگز نہیں) پس مندرجہ بالا وجوہ سے حجاز میں وہابیوں کے قبضہ یا اقتدار کو کسی صورت میں گوارا نہیں کیا جا سکتا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اطلاع ﴾ اس رسالہ میں وہابی تحریک کے نتائج و ثمرات پر بحث کی گئی ہے۔ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو آئندہ ان شاء اللہ رسول اللہ کا نجد کے لئے دعا نہ کرنے اور فتنوں کے مسئلہ کی تحقیق بھی کی جائے گی۔

نوٹ اُویسی غفرلہ ﴾ قاسمی دیوبندی تھا اس نے اپنے مزاج کے مطابق جو کچھ لکھا ہے وہ بھی غنیمت ہے مکمل تفصیل علمائے اہل سنت کی تصانیف میں ہے۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان

یکم محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

☆......☆......☆